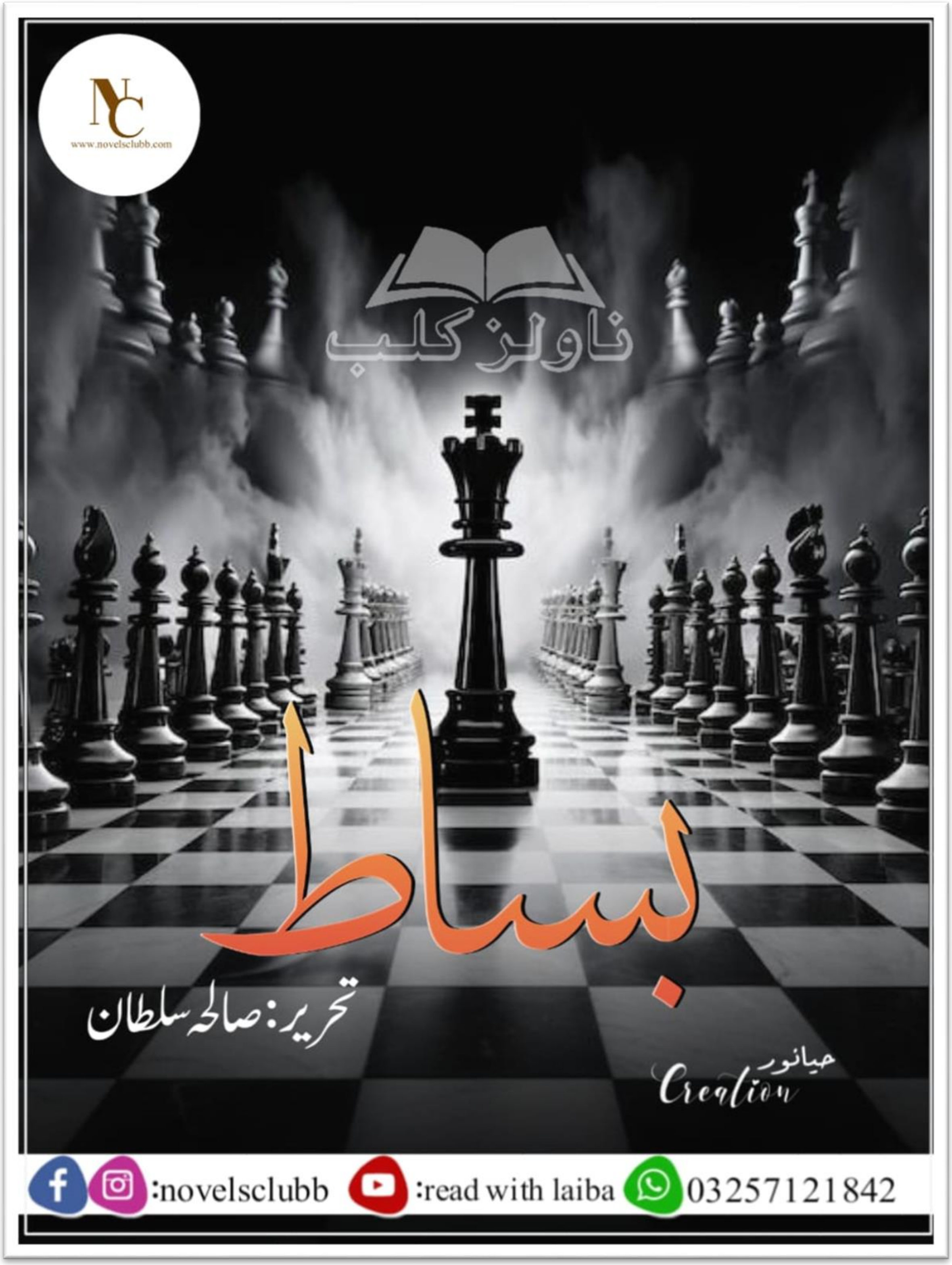
www.novelsclubb.com
ناولز کلب
بساط
تحریر: صالحہ سلطان
حیانور Creation
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

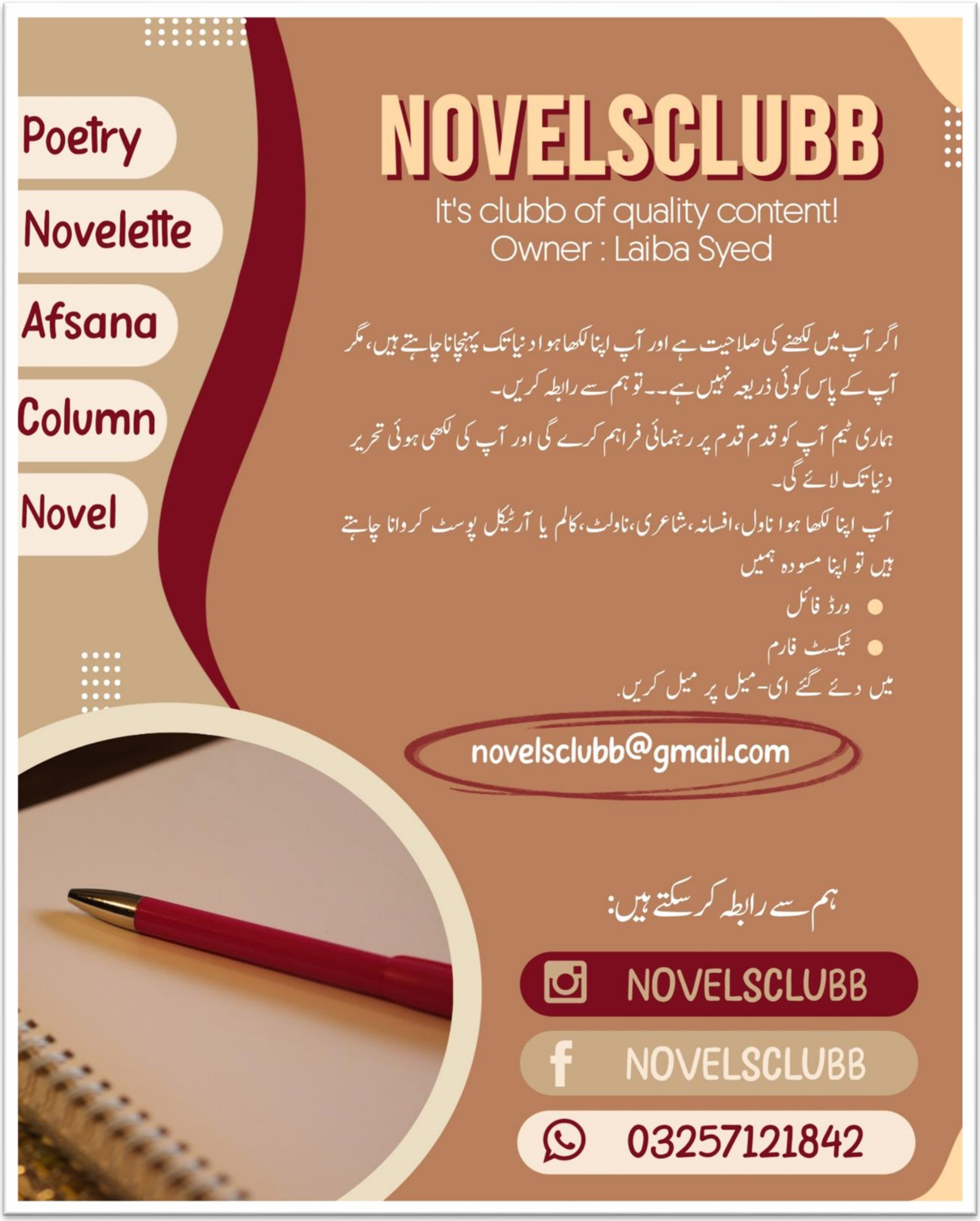
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

بساط

از قلم

صالحہ سلطان

www.novelsclubb.com

قسط نمبر: ۲

شہر تھا دہلی۔ گھڑی صبح کے چار بجا رہی تھی۔

ہم اپنی کہانی کو تھوڑی دیر کے لیے روک کر کچھ دن پیچھے جاتے ہیں۔ قتل والی رات میں۔

مدیحہ اور قاسم ڈاکٹر شرما کے ساتھ ان کے کیبن میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے دو تین رپورٹ ان کے سامنے رکھی۔

www.novelsclubb.com

"بچہ اس کے پیٹ میں مر گیا تھا۔ قاتل جو کوئی بھی تھا، بہت ہی ظالم ہے۔ لیکن ایک بات اور یہ کسی ایک اکیلے آدمی کا کام نہیں۔ گینگ ریپ کا کیس ہے۔ یہ کام پہلے کیا گیا ہے، بعد میں گولی ماری گئی ہے۔" مدیحہ نے ایک افسوس بھری سانس خارج کی۔

"میرے اندازے کے مطابق یہ جو مختلف گولیاں اسے لگی ہیں۔ وہ ان سب میں سے ایک ایک بندے نے ماری ہیں۔ یہ صرف ایک سوچ ہے۔اس میں کتنا سچ ہے کتنا جھوٹ ہے۔ یہ تو بھگوان جانتا ہے۔ میری ٹیم کو موقع دیں۔ وہ آپ کو خالی ہاتھ نہیں بھیجنے والی۔" ڈاکٹر شرما ایک ایک لفظ بہت سوچ کر بہت آہستہ بولتے تھے۔ جو بات ایک منٹ میں ختم ہو جائے۔اسے پورا کرنے کے لیے انہیں پانچ منٹ لگتے تھے۔ اگر انہیں بم کے بلاسٹ ہونے کی خبر دینی ہو تو وہ اس کے پھٹ جانے کے بعد اطلاع دینے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ قاسم نے عاجز ہو کر سوچا۔

"جب اس میں کئی لوگ شامل تھے تو ہمیں جوتوں کے نشان صرف ایک آدمی کے کیوں ملے؟ اور اب یہ فنگر پرنٹ۔"

www.novelsclubb.com

"دھیرج رکھو بچے۔اس کیس میں دو باتیں ہو سکتی ہیں۔پہلی یہ کہ ان میں سے کوئی تھا جو اس کو لیڈ کر رہا تھا۔یہ نشان اسی کے ہوں۔اور دوسری بات یہ کہ ان میں سے یہ نشان کسی کے بھی نہ ہوں۔وہ کسی دوسرے انسان کو اس میں پھنسانے کی کوشش کر رہے ہوں۔"

"اس کی باڈی پہ ہر جگہ ایک فنگر پرنٹ ملی ہے۔کس کی ہے،وہ ہمیں کچھ پل کے بعد تو معلوم ہو ہی جائے گا۔مجرم سمجھتا ہے وہ عقلمند ہے لیکن وہ بیوقوف ہے۔"وہ مسکرائے۔قاسم نے بالکل چونک کر انہیں دیکھا۔مدیحہ بھی سیدھی ہو کے بیٹھی۔ایک غلطی صرف ایک غلطی کے ہی انتظار میں تو تھے وہ۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟"

"پہلی بات اگر وہ واقعی مجرم کے نشان ملے ہیں تو اسے ڈھونڈنے میں تھوڑی بھی دشواری کا سامنا نہیں کرنا ہو گا۔سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر وہ کئی لوگ تھے تو ان میں سے کوئی ایک انسان کیوں سامنے آنا چاہ رہا ہے؟کیا کوئی ان میں سے الفا بننے کی کوشش میں تھا یا یہ کوئی چال ہے ان کی؟"

"ضروری نہیں ہے کہ یہ کوئی چال ہو۔ بعض دفعہ ایسے کیسز میں بیوقوفی کر جاتے ہیں لوگ۔ ہم نے اسی بیوقوفی کا ہی تو فائیدہ اٹھانا ہے۔" مدیحہ نے چہرے پہ آئی لٹوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے۔" وہ فائل میں دیکھتے ہوئے دھیرے سے بولے۔

"آپ کوئی دوسری بات بھی کہنے والے تھے۔" اف یہ شرما جی کی سستی۔

"ہاں دوسری بات یہ کہ چیزیں اس کے پاس سے غائب نہیں ہیں۔ چوری کا معاملہ ہے نہیں۔ ہاں البتہ گینگ ریپ کا کیس ضرور ہو سکتا ہے کہ اپنی خواہش پوری کر کے ان لوگوں نے وکٹم کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔" انہوں نے وقفہ لیا۔

"لیکن اگر یہ وہ نہیں ہے' جو ہم سوچ رہے ہیں۔ یعنی جس حساب سے اس میں صرف ایک ہی ڈی این اے ملا ہے۔ اگر کسی دوسرے آدمی پہ الزام ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔ جس کا سرے سے کوئی ہاتھ نہیں ہو اس میں۔ تو یہ وہ ثبوت ہے جس سے اس کی بے گناہی ثابت

www.novelsclubb.com

ہو سکتی ہے۔" انہوں نے فائل دو انگلیوں سے بجاتے ہوئے کہا۔ڈاکٹر کی بات سن کر مدیحہ نے قاسم کو دیکھا جو پر سوچ انداز میں سر کو ہلا رہا تھا۔

"میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" وہ مدیحہ سے کہتا ہوا باہر نکلا۔ڈاکٹر شرما نے اسے جاتے ہے دیکھا۔انہوں نے اپنی عینک درست کی۔

"یہ لڑکا مجھے خوش نظر نہیں آرہا ہے۔"

"اس کی پیدائش سے یہ مسئلہ ہے اس کے ساتھ۔آپ اس پہ دھیان نہ دیں۔بس جانچ پڑتال اچھے سے کروائیے۔" مدیحہ لاپرواہی سے بولی۔ڈاکٹر شرما بھی خاموش ہو گئے۔

"کیا بات ہے؟" وہ باہر کوریڈور میں آئی تو ایک دیوار سے ٹیک لگائے وہ کھڑا تھا۔پریشانی سے سر میں اُنگلیاں پھیرتے ہوئے اس نے اس کی جانب دیکھا۔

"میں نہیں سمجھ پا رہا اصل معاملہ۔کیا گارنٹی ہے کہ وہ اس کے پاس سے کچھ لے کر نہیں گئے؟ یا پھر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ یہ صرف ایک ریپ کیس یا چوری کا معاملہ ہے۔وہ

ایک صحافی تھی اور عین ممکن ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی انفارمیشن رہی ہو جسے وہ لے گئے ہوں۔ہو سکتا ہے ریپ پلان کا حصہ ہی نہ رہا ہو۔"

"جتنا آسان یہ لگ رہا ہے اتنا ہی نہیں۔کچھ تو ہے جو ہمارے سامنے نہیں آرہا ہے۔ تحقیقات تو ابھی کی ہی نہیں ہے ہم نے۔"اس نے فقط سر ہلایا۔

"تم ایسا کرو اس عورت کے بارے میں ساری معلومات لے آؤ۔ایک چیونٹی برابر بھی چیزیں مت چھوڑنا۔اس سے جڑے ہر انسان کو کٹہرے میں لے آنا ہے۔گھنٹے دو گھنٹے تک فنگر پرنٹ شناخت کرلی جائے گی۔ جس کسی کا بھی نام سامنے آیا میں تمہیں اطلاع دوں گا۔" مدیحہ کب دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔وہ جانتی تھی اسے کیا کرنا ہے۔

www.novelsclubb.com

سورج نکلنے سے پہلے نادر کو حراست میں لے لیا گیا تھا۔عین اسی پل سے مدیحہ اور قاسم کو یقین تھا کہ نادر بے قصور ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موجودہ وقت۔

قاسم اور مدیحہ سے ملاقات کے بعد کی اگلی صبح کافی خوش گوار تھی۔ وہ کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتا کام میں منہمک تھا۔ ہمیشہ کی طرح بال پیشانی پہ بکھرے تھے۔ کوٹ پیچھے اسٹینڈ پہ ٹنگا تھا۔ شرٹ کی آستینوں کو کہنیوں تک موڑے وہ لیپ ٹاپ کے ٹچ پیڈ پہ انگلی پھیر رہا تھا۔

دروازے پہ دستک ہوئی تو اُس نے ناگواری سے چہرہ اٹھایا۔ جولیا کا چہرہ سامنے پا کر اُس کے چہرے پہ اکتاہٹ اُبھری۔

"تم جانتی ہو صبح صبح میں تمہاری شکل دیکھنا بالکل پسند نہیں کرتا۔" جولیا نے خفگی سے اُسے دیکھا۔

"ایسی بات ہے تو سیم ہئیر۔ آپ سے ملنے کوئی آیا ہے۔" وہ اتنا کہہ کے سائڈ پہ ہوئی تو کبیر نے اُس کے پیچھے دیکھا۔ جہاں وہ کھڑی تھی۔ پیچ کلر کی ساڑھی پہ بالوں کو درمیاں سے مانگ نکال کر اطراف میں پھیلایا ہوا تھا۔ دُھلے دھلائے چہرے پہ ہلکا پھلکا سا میک اپ کیے، وہ ستائش

بھری نظروں سے اُس کا آفس دیکھ رہی تھی۔اُس کی نظروں کو خود پہ محسوس کر کے مدیحہ نے سامنے دیکھا۔

کبیر نے جولیا کو جانے کا اشارہ کیا۔ہاتھ مار کے اُس نے لیپ ٹاپ کی سکرین بند کی۔پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا جو دروازے پہ ہی کھڑی تھی۔

"یہ میں تمہارے لیے لائی تھی۔یہ انشا کی پوسٹ مارٹم رپورٹ اس میں کوئی چینج نہیں کیا گیا ہے۔اور یہ وہ رپورٹ ہے۔جسے بنانے کے لیے تم نے کہا تھا۔" وہ بیٹھی نہیں۔جلدی جلدی بولتی وہ ایک ایک رپورٹ رکھتی جا رہی تھی۔جیسے جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہ رہی ہو۔جتنی جلدی اسے تھی۔کبیر اتنی ہی فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ ایک علیحدہ رپورٹ ہے۔ڈی این اے کی۔"

"بیٹھ جائیں مدیحہ۔میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔" کبیر نے بہت دھیرے سے اس سے کہا۔مدیحہ چند لمحے سوچتی رہی۔پھر بنا اسے دیکھے بیٹھ گئی۔

"جب یہ گینگ..." وہ چپ ہو گیا۔ جیسے اپنی بات کہنے کے لیے مناسب الفاظ ڈھونڈ رہا ہو۔ "جب یہ کسی اکیلے انسان کا کام نہیں تو پھر ہم یہ رپورٹ کورٹ میں دے کر نادر کو باہر نہیں نکلوا سکتے؟"

"کچھ ڈی این اے ایسے بھی ہمارے پاس ہیں جو نادر کے ڈی این اے سے میچ نہیں کرتے۔ باقی پوری کوشش کی گئی ہے اسے ٹریپ کرنے کی۔ لیکن پھر بھی کبیر مراد اس سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ قتل نادر نے نہیں کیا۔ ہاں اس کو کورٹ میں پیش کرنے سے یہ ضرور ثابت کیا جا سکتا ہے کہ نادر اس گھناؤنے فعل کا حصہ نہیں تھا۔ ایک تمہارا نام جڑنے سے یہ کیس ہر ٹی وی چینل پہ دکھایا جائے گا۔ میرا نہیں خیال کہ نادر اپنی بیوی کی اس بے حرمتی کو دنیا کے سامنے اعلان کرنا چاہے گا۔" اس نے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ آزردہ دکھائی دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی رائے، آپ کا خیال ہمیں ان سب کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا سسٹم مدد کیسے کر سکتا ہے آپ بس اتنا بتائیں۔" مدیحہ کی پیشانی پہ بل پڑے۔ غصے کا ایک شدید ابال اس کے اندر اٹھا جسے وہ دبا گئی۔ کبھی نہ کبھی تو یہ اندر اٹھتا ابال باہر لانا ہی تھا۔ مگر آج نہیں۔

"میں نہیں چاہتا کسی جھوٹے الزام کی وجہ سے اسے کسی بھی طرح کی کوئی سزا ہو۔" مدیحہ نے کچھ نہیں کہا۔ وہ رپورٹس اُس کے سامنے رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ تم یہ بات نادر کے ساتھ ڈسکس کر لو۔ اس نے مجھے جو کہا تھا وہ میں نے تم تک پہنچا دیا۔ آپ کی رائے، آپ کی چاہت، آپ کی مرضی نادر کو یہ سب نہیں چاہیے۔ وہ کسی صورت یہ ریپ والا میٹر کسی کے سامنے نہیں لے آنا چاہتا۔" اسی کے انداز میں جواب دے کر وہ جس طرح آئی تھی اسی طرح چلی گئی۔ کبیر چپ چاپ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

ابھی وہ لفٹ سے نکلی ہی تھی جب کسی نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔ مدیحہ کا دل زور سے دھڑکا۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رکی ہوئی سانس باہر آئی۔

www.novelsclubb.com

"کہاں جارہی ہو؟" قاسم اپنے ازلی لہجے میں بولا۔اُس نے کیپ اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔پولیس یونیفارم میں بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"آفس جارہی ہوں۔تم کب آئے؟" مدیحہ کو محسوس نہ ہوا کب وہ اُس کے ساتھ قدم بڑھانے لگی۔

"ابھی آیا ہوں۔کبیر نے بلایا تھا۔تمہیں کیا ہوا ہے؟منہ کیوں بنایا ہوا ہے؟" قاسم نے اس کے ہاتھ کی چھوٹی انگلی پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا۔مدیحہ نے گہری سانس لے کر کبیر سے ہونے والی گفتگو اسے کہہ سنائی۔

"اتنی باتیں سنا رہا ہے وہ کمینہ آدمی مجھے تم کچھ نہیں کہو گے؟"

"وضو کر کے آیا ہوں۔میں چپ رہوں گا۔جمعہ ہے نا آج۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔مدیحہ اسے دیکھ کے رہ گئی۔مجال ہے جو وہ ایک لفظ کہہ دے اس کے خلاف۔

www.novelsclubb.com

"اب تم کہاں جارہے ہو؟" صبر کا گھونٹ پی کر اس نے پوچھا۔ وہ چپ چاپ اسے ایک ہال نما بڑے سے کمرے میں لے آیا۔ جہاں سعد اور کبیر دونوں موجود تھے۔ سعد ہلکی بڑھی ہوئی شیو اور سرخ ناک لیے وہ بیٹھا کچھ کہہ رہا تھا۔ غالباً اسے زکام ہوا تھا۔

"مجھے ان ساری چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بس مجھے یہ بتاؤ، اُس لڑکے کو باہر لے کر آنا ہے یا پھر اندر ہی رہنے دینا ہے۔ مرڈر کیس میں ٹریپ کیا گیا ہے؟" کبیر نے کچھ ایوڈینس دکھانا چاہا تو اُس نے منع کر دیا۔ ان دونوں کو دیکھ کر لمحے بھر کے لیے وہ خاموش ہوا پھر دوبارہ اسی انداز میں بولنے لگا۔ وہ بہت پیارا بولتا تھا۔ پر سکون سے انداز میں۔

یہ ایک cognizable offence ہے۔ مرڈر اور ریپ دونوں شامل ہیں۔ میں نے بنا کسی وارنٹ کے اُسے گرفتار کیا ہے۔ ریپ کے بارے میں صرف ہم جانتے ہیں۔ باقی کوئی بھی نہیں جانتا۔ تین سال کی جیل تو پکی ہے۔" قاسم نے اسے معلومات دی۔ سعد نے فقط سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"وہ بے قصور ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اُسے باہر لے آئیں ان ساری چیزوں سے پوری عزت کے ساتھ۔اس کے لیے جتنا وقت لینا چاہتے ہیں لے سکتے ہیں۔"

"زیادہ وقت نہیں لوں گا۔" وہ کوئی اور بھی بات کر رہے تھے جب مدیحہ کے موبائل پہ میسج آیا۔اُس نے دیکھا تو وہ قاسم کا میسج تھا۔مدیحہ نے قاسم کی جانب دیکھا وہ یوں سنجیدہ چہرہ لیے بیٹھا تھا جیسے بہت اچھی طرح اُن کی بات سمجھ رہا ہو۔سمجھنے کے انداز میں وہ سر بھی ہلا رہا تھا۔

مدیحہ نے قاسم کی چیٹ کھولی۔"تمہارا کزن اتنا ہینڈسم ہے۔اُس نے شادی کیوں نہیں کی اب تک ؟"

"مجھے کیا معلوم کیوں نہیں کی۔تمہیں اگر اتنا پسند آگیا ہے تو تم ہی کر لو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔گھر میں بھابی آئیں یا بھابی کا مردانہ ورژن ہمیں دونوں منظور ہے۔"اُس نے جواب لکھا۔قاسم کے چہرے پہ دبی دبی سے مسکراہٹ آئی۔

"اچھا ناں یہ سب چھوڑو۔پہلے یہ بتاؤ تمہیں کہیں چوٹ تو نہیں لگی؟"

"نہیں۔کیوں؟"

"اتنا حسن لے کر سید ھا جنت سے گری ہو ناں۔" وہ بے اختیار ہنس دی۔ قاسم آئے دن اُسے ایسی پک اپ لائن گوگل سے ڈھونڈھ کر بھیجا کرتا تھا۔اُن دونوں نے تو چونک کر دیکھا ہی ساتھ قاسم بھی حیرت سے اُسے تکنے لگا۔یوں جیسے اسے معلوم ہی نہ ہو وہ کیوں ہنسی۔

"سوری۔آپ لوگ جاری رکھیں۔میں چلتی ہوں۔خداحافظ۔" وہ ہنسی ضبط کرتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔عین اسی لمحے اُسے نظیر انکل کی کال آنے لگی تھی۔ایک تو انہیں بھی اس کے بنا چین نہیں تھا۔

اُن تینوں کی میٹنگ کافی دیر تک چلنی تھی۔کبیر مراد کے ساتھ اُسے ایک چھت تلے رہنے میں وحشت ہونے لگی تھی۔

وہ اٹھی تو قاسم بھی اُس کے پیچھے آیا۔"یار یہ معاملہ فٹ ہوتے ہی کہیں ڈنر پہ چلیں گے۔ راجوری گارڈن میں ایک کوزی کیفے اور بار کی اوپننگ ہے پرسوں۔کچھ نہ کچھ تو فری کا ملے گا ہی۔" وہ دونوں پارکنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"شیور۔میں تیار ہوں۔پےمنٹ تم کروگے تو کیوں نہیں۔"

www.novelsclubb.com

"ایسے مت کہو۔میں بہت غریب ہوں۔میرا باپ بے چارہ ڈی ٹی سی بس چلا کر ہم غریب چھوٹے چھوٹے بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔" وہ اس کی کار کا دروازہ پکڑے یوں بولا جیسے ابھی رو دے گا۔

"ابھی تو دو دن ہے نا چلو شاباش باپ سے مت مانگنا کسی سے رشوت لے لینا۔" قاسم نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"بس تمہاری اسی کالی نظر کی بدولت مجھے رشوت بھی نہیں ملتی اب۔"

"ڈنر کا مجھے پتہ نہیں مگر جتنا جلدی ہو سکے اس کیس کو ختم کروا ایس پی۔اس شخص کی موجودگی میں میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔" وہ بس اُسے دیکھ کے رہ گیا۔مدیحہ ایک نظر اُس پہ ڈال کے چلی گئی۔اور وہ وہیں کھڑا رہا۔وہ دونوں اسے بہت عزیز تھے اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی جان لینے کو تیار تھے۔خدا بس کبھی ایسا وقت نہ لے آئے جب اسے ان دونوں میں سے ایک انتخاب کرنا پڑے۔

ایک طرف جان لٹانے والا دوست تھا تو دوسری طرف وہ عورت تھی جس کے لیے کبھی قاسم کو جان دینا پڑ جائے تو وہ اف تک نہیں کرے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عصر کو بیتے کئی لمحے گزر چکے تھے۔ گرمی کا زور لگ بھگ ٹوٹ چکا تھا۔ جون کا مہینہ ساری دہلی کو پگھلا دینے کے لیے کافی تھا۔ ایسے میں وہ ایک شاندار آفس میں بیٹھی کافی کا سپ لے رہی تھی۔ آفس کافی وسیع تھا۔ اس کی گلاس وال سے پورا دہلی نظر آ رہا تھا۔

"مجھے اس سال ہوئے سارے خرچوں کا ایک الگ ڈیٹا فوراً چاہیے۔" اس کے سامنے ایک ادھیڑ عمر کے شخص بیٹھے تھے۔ بالوں پہ سفیدی اتری ہوئی تھی۔ وہ کافی پرانے ملازم تھے اور کمپنی کا اکاؤنٹ سنبھالتے تھے۔ وہ سر ہلا کر چلے گئے۔

جس دن وہ چچا سے مل کر آئی تھی۔ اس کے اگلے ہی دن انہوں نے خود کو سرینڈر کر دیا تھا۔ اتنی جلدی کیوں؟ پتہ نہیں۔ مدیحہ کو پورا یقین تھا کہ وہ ویسا ہی کریں گے جیسا وہ چاہے گی۔

شروعات کمپنی سے کی تھی اس نے۔ابھی اور بھی بہت کچھ تھا جو اس کا تھا مگر اس کے پاس نہیں تھا۔اس کی نگاہیں ہمیشہ اپنی چیزوں پہ ہوتی تھیں۔

مدیحہ کا آج کا سارا دن اسی حساب کتاب میں نکل گیا تھا۔اسے یاد تھا جب بابا نے یہ کمپنی شروع کی تھی تب ان کے شئیرز اس وقت کے سب سے مہنگے شئیرز میں سے ایک ہوا کرتے تھے۔اور آج سوائے خسارے کے اسے کچھ دیکھنے کو نہیں ملا تھا۔

جتنی جگہ سے کمپنی کو تباہ کیا جا سکتا تھا۔چچا اور فرحان اس سے کہیں آگے نکل کر اسے برباد کر چکے تھے۔مدیحہ کو حیرت ہوئی کمپنی بند کیسے نہیں ہوئی اب تک۔اس نے ایک نگاہ آفس پہ ڈالی۔جسے پوری طرح سے بدل دیا گیا تھا۔انٹیریئر سے لے کر ایمپلائز تک تبدیل ہو چکے تھے۔

وہ بابا کی کرسی پہ بیٹھی تھی۔وہ کبھی ایسا نہیں چاہتی تھی۔وہ کبھی ان کی جگہ نہیں لینا چاہتی تھی۔اسے اپنی جگہ اس آفس میں مالک کے حیثیت سے بنانی تھی۔اسے اپنا آپ منوانا تھا۔جب تک اس کے لیے ایک علیحدہ آفس نہیں تیار ہو جاتا اسے یہیں بیٹھنا تھا۔یہ اس کی مجبوری تھی۔

وہ کسی کو نہیں جانتی تھی نہ ہی کسی پہ بھروسہ کر سکتی تھی۔ہاں مگر اسے دو چار دنوں تک اندازہ ہو گیا تھا کہ چچا کے رکھے ہوئے ایمپلائز چچا کے جیسے ہی تھے۔ فراڈ۔

دروازے پہ ناک ہوا تو وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی۔"ہاں آجائیں۔"

وہی صاحب لوٹ کر آئے جو ابھی کچھ دیر پہلے یہاں سے اٹھے تھے۔ان کے ہاتھ میں چند فائل تھیں۔ جسے انہوں نے مدیحہ کے سامنے رکھا۔

"کشتی ابھی اتنی نہیں ڈوبی جتنا اسے ڈبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔"فائل کو دیکھتی وہ خاصی مایوس ہو کر بولی۔یوں جیسے سارا موڈ خراب ہو گیا ہو۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب صاف ہے۔ جتنا اچھا مجھے ریکارڈ ملا ہے اور جس طرح سے یہ لوگ یہاں کام کر رہے ہیں۔ان میں سے ایک آدمی بھی بونس کا مستحق نہیں ہے۔آج سے سب کا بونس بند۔ جب تک کوئی واقعی اتنی قابلیت نہیں دکھاتا کہ سیلری کے ساتھ بونس بھی دیا جائے کم از کم تب تک کے لیے بند۔"وہ بہت سنجیدگی سے بول رہی تھی۔انہوں نے اپنا سر ہلایا۔

"بالکل اب سے ایسا ہی ہو گا۔"

"آپ کا بھی بونس بند۔ کلئیر؟" مدیحہ نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ان کے چہرے کا رنگ بدلا۔

"اور دوسری چیز ان غیر ضروری کاموں میں پیسے لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جس پروجیکٹ پہ کام کیا جارہا ہے۔ سوائے ان کے کہیں اور انویسٹمنٹ نہیں کرنی ہے۔" وہ ایک ایک چیز دیکھ کر انہیں بتاتی جارہی تھی جسے وہ بہت دھیان سے سن رہے تھے۔ درمیان میں کبھی اپنی رائے بھی دے دیتے۔

وہ اٹھ کر چلے گئے تو مدیحہ گلاس وال کے پار آسمان کو دیکھنے لگی۔ وہ جانتی تھی اتنا کچھ کرنا بھی کچھ نہ کرنے کے برابر ہی تھا۔اسے کمپنی کو دوبارہ اس مقام پہ لے آنے کے لیے ڈھیر سارے پیسوں کی ضرورت تھی۔ان کی گڈول مارکیٹ میں خراب ہونے کی وجہ سے مشکل تھا کہ اسے کہیں سے لون ملتا۔ موبائل رنگ ہوا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"السلام علیکم۔" دوسری طرف حسن ماموں تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ تمہارے اور تمہارے چچا کے درمیان کیا چل رہا ہے؟" ان کی پریشان سی آواز ابھری۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"بڑی دیر سے خبر ملی آپ کو۔"

"مدیحہ جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔" ان کا موڈ تھوڑا بگڑا ہوا لگ رہا تھا۔ مدیحہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔ اس نے نپے تلے الفاظ میں سب کہہ سنایا۔ وہ تھوڑی دیر چپ رہے۔ مدیحہ جانتی تھی ڈانٹنے کے سوا وہ کچھ اور نہیں کریں گے۔

"سارا کنٹرول تمہارے ہاتھ میں دینے کے بعد وہ کہاں گئے؟ انہیں آفس میں رکھنے کا کیا مقصد؟ تم جانتی بھی ہو ان کی فطرت۔"

"کہیں نہیں گئے۔ سارا کام اب بھی انہی کے ذمے ہے۔ میں بس ہر کام کی جانچ کرتی رہتی ہوں۔" اس نے آرام سے جواب دیا۔ پیشانی وہ مسلسل مسل رہی تھی۔ اچانک ہی اٹھنے والا سر درد پھر سے شروع ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ماموں میں نے ایک بات زندگی سے ضرور سیکھی ہے۔اپنے دشمنوں کو جتنا قریب رکھو اتنا فائدہ ہوتا ہے۔رہ گیا سوال فطرت کا تو وہ کام ضرور کر رہے ہیں مگر میری مرضی کے مطابق۔ میری اپروول کے بعد ہی وہ کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔میں ایک جرنلسٹ ہوں۔میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں سب کچھ مینج کر سکوں اور جوادا بھی چھوٹا ہے۔میں اس پہ اتنی بڑی ذمے داری نہیں ڈال سکتی۔"

اس نے پانی کی بوتل منہ سے لگائی۔"وہ کب کہاں جاتے ہیں۔کس سے ملتے ہیں۔سارا دن کیا کرتے رہتے ہیں۔مجھے سب معلوم ہے۔وہ میری آنکھوں کے سامنے کوئی چال نہیں چل سکتے۔کمپنی محفوظ ہے۔"

www.novelsclubb.com

"اور تم محفوظ ہو؟اتنے سالوں تک انہوں نے بادشاہ بن کے زندگی گزاری ہے۔اتنی آسانی سے وہ پیچھے پھر بھی نہیں ہٹنے والے۔کچھ نہ کچھ تو وہ کر رہے ہیں ضرور۔"

"ماموں ان کے راز میرے پاس ہیں۔میں نے انہیں عزت کے ساتھ کام پہ رکھا ہوا ہے۔اور ہزار باتوں کی ایک بات میرے بابا نے ان سے وعدہ کیا تھا اس کا جو میں اب کر رہی

ہوں۔ایک طرح سے سمجھ لیں یہ میری مجبوری ہے۔"وہ اتنی تھکی ہوئی تھی کہ اس سے بحث نہیں کی جارہی تھی۔نہ ہی وہ اپنی بات انہیں سمجھا سکتی تھی اس وقت۔بے شک ڈانٹنا ہے تو ڈانٹ لیں۔

"کئی سالوں کے بعد مجھے آج محسوس ہو رہا ہے کہ تم نے کوئی درست کام کیا ہے۔اگر فاروق موجود ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔"مدیحہ کی پین گھماتی ہوئی انگلی ٹھہر گئی۔

"ایک وقت ایسا ضرور آئے گا ماموں جب آپ یہ اعتراف کرنے پہ مجبور ہو جائیں گے کہ میں نے اتنے سالوں میں جو بھی کیا وہ بالکل ٹھیک کیا ہے۔"

"تم مجھے ابھی کیوں نہیں بات دیتیں پھر؟"وہ بالکل چپ ہو گئی۔وہ جانتے تھے وہ نہیں بتائے گی۔ایک گہری سانس لے کر انہوں نے جیسے بات ختم کرنا چاہی۔

"تمہیں کسی قسم کی کوئی مدد کی ضرورت ہو۔مجھ سے بتا سکتی ہو۔"

"نہیں سب سیٹ ہے۔بالکل پرفیکٹ۔کسی مدد کی ضرورت نہیں۔مستقبل میں کبھی ضرورت پڑی تو ضرور بتاؤں گی۔"وہ مسکرا کر بولی۔انداز بالکل سادہ تھا۔اسے معلوم تھا ماموں

اب چند رسمی باتوں کے بعد کال رکھنے والے ہیں۔ مدیحہ نے کبھی کسی سے اپنی پریشانی بتائی تھی جو وہ انہیں بتاتی؟ مدیحہ نے کبھی کسی سے مدد لی تھی جواب مدد مانگتی؟ سوائے چند ایک بار کے اس نے کبھی ان سے مدد نہیں لی تھی۔ نہ ہی اسے فی الحال ایسی کوئی ضرورت تھی۔

اس کی سوچ کے مطابق چند باتوں کے بعد انہوں نے کال کاٹ دی۔ ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ چند لمحے وہ سوچتی رہی پھر ایک فیصلہ کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ مدیحہ تھی۔ اس نے کبھی ہمت ہارنا نہیں سیکھا تھا۔ اگر مشکل ہے تو آسانی بھی کہیں نہ کہیں ضرور ہے۔ اور شاید مدیحہ فاروق کو اپنی مشکل ختم کرنے کے لیے ایک آسانی مل گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دو مہینے بعد۔

"میں ایک بار فری ہو جاؤں پھر دیکھتا ہوں۔" وہ دونوں آفس کی لفٹ میں تھے۔ مدیحہ نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔ وہ کچھ پلاٹ خریدنا چاہ رہی تھی۔ اور اس سلسلے میں نظیر صاحب اس کی مدد کر رہے تھے۔

"آپ کب فری نہیں ہوتے ہیں؟ آفس کے علاوہ گھر کے بھی کام آپ ایمپلائز سے کروا لیتے ہیں پھر کس بات کی مصروفیت؟ میں چاہتی ہوں سردیاں شروع ہونے سے پہلے یہ کام ہو جائے۔" نظیر صاحب نے گھور کر اُسے دیکھا۔ جو سادگی سے مسکرا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ مگر یہ لوگ کاغذات تیار کروانے میں شاید زیادہ وقت لیں۔ میں کوشش کرتا ہوں۔" مطلوبہ فلور آنے پر وہ باہر چلے گئے۔ خود میں مگن وہ بے دھیانی میں آگے بڑھ رہی تھی۔ جب کسی سخت چیز سے اُس کا سر ٹکرایا۔

مدیحہ نے جھنجھلا کر چہرہ اوپر کیا تو اگلا سانس نہیں لے سکی۔ کبیر مراد اُس کے سامنے کھڑا سخت نظروں سے اُسے گھور رہا تھا۔ مدیحہ کو بالکل امید نہ تھی کہ وہ یہاں اُس کے آفس بھی آ

سکتا ہے۔ لیکن وہ یہاں کیوں آیا تھا؟ مدیحہ نے گردن گھما کر راہداری میں دیکھا۔ وہ بالکل سنسان تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ کبیر کا ہاتھ پکڑ کر غڑاپ سے اپنے آفس میں گھسی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

"آپ نے کیا سوچ کر یہ گیم کھیلی ہے میرے ساتھ؟"

"میں نے کیا کیا ہے؟ اور یہ کون سا طریقہ ہے۔ تمہیں جو بھی کہنا تھا وہ تم میرے گھر آ کر کہتے۔ ایسے میری ورک پلیس پہ آ کر تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟" وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر ایک لخت ہی اسے دیوار سے پن کیا۔

"کیوں کیا آپ نے ایسا؟ کسی کی زندگی اور موت کا فیصلہ آپ کے لیے مزاق ہے؟ میں نے آپ پہ بھروسہ کیا تھا مدیحہ۔ آپ نے مجھے ہی نہیں سب کی آنکھوں میں دھول جھونکا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"پہلی بات بہت تمیز اور فاصلے پہ بات کر مجھ سے ورنہ میں تمہیں یہاں سے باہر نکال دوں گی۔ دوسری بات سیدھا پوائنٹ پہ آؤ۔ اسٹار پلس کے ڈراموں جیسے ڈائیلاگ زمت سناؤ مجھے۔" اس نے اس کے سینے پہ اپنی شہادت کی انگلی رکھ کر اسے پیچھے دھکیلا۔

"میں اس گیم کی بات کر رہا ہوں۔ جو آپ نے اور سعد نے مل کر کھیلا ہے۔"

مدیحہ نے اوہ کہا پھر اپنی کرسی پہ جا بیٹھی۔ "پہلی بات مسٹر مراد۔ یہ کوئی گیم نہیں ہے۔ میں نے اس میں پہلے کچھ کیا نہ بعد میں۔ رہ گیا سعد تو اول دن سے آپ یہی کہتے آرہے تھے کہ نادر کو جیل سے باہر نکالو۔ وہ بے قصور ہے۔ جتنا وقت لینا ہے لو۔ جو کرنا ہے کرو۔ تم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ اصل قاتل کو پکڑ کر لے آؤ۔"

www.novelsclubb.com

"میں نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ نے ماشاءاللہ کیا کیا ہے۔ پیشی پہ آپ آتی نہیں تھیں۔ اس ملاقات کے بعد میں اب دیکھ رہا ہوں آپ کو پھر بھی آپ کو ساری خبر ہے۔" وہ اپنے چمکتے سیاہ جوتوں سے چلتا ہوا آگے آیا۔ مدیحہ محظوظ سا مسکرائی۔

"تم بھول گئے ہو تو یاد دلا دوں کہ میں ایک صحافی ہوں...اور صحافیوں کو ساری خبر ہوتی ہے۔" وہ دھیرے سے کچھ بڑبڑایا۔

"آپ لوگوں نے یہ کیا کیسے؟"

"تمہیں نہیں معلوم؟ چلو میں بتا ہی دیتی ہوں۔ پہلے ہم نے کیا یہ کہ ہم نے پوسٹ مارٹم اور فارنزک رپورٹ کو بدل دیا پھر جن جگہوں پر وکٹم کی گاڑی گئی تھی اس رات وہاں سے جعلی سی سی ٹی وی فوٹیج اٹھایا۔ان راستوں پر اکثر وکٹم آتی جاتی رہتی تھی تو ہمیں اتنا کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔بس ایک اچھی ایڈیٹنگ اور کام ختم۔"

www.novelsclubb.com

(کمرہ عدالت میں اس وقت غیر معمولی خاموشی تھی۔سعد کچھ پیپرز کو جج صاحب کے سامنے رکھ رہا تھا۔کمرہ عدالت کے ایک کونے میں قاسم کھڑا مسلسل ہاتھ میں پکڑی پین کو ہلا رہا تھا۔جج صاحب نے اپنی عینک کے اس پار سے پیپرز دیکھا۔چند لمحوں تک وہ اسے پڑھتے رہے۔

"عدالت نے پولیس کی تفتیش، دیگر رپورٹس اور ثبوتوں کو دیکھا ہے۔ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا ثبوت نہیں ہے جس سے نادر حسین پہ لگائے گئے الزامات کی تصدیق کرتا ہو۔"

کبیر کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔)

"پھر ہم نے بڑی آسانی سے ایک جھوٹا قاتل ارینج کر لیا۔ہاں وہی رینٹ والا۔ان سب کے پیچھے جتنے خرچ ہوئے ہیں کبیر مراد سب پے کر دینا مجھے۔"کبیر نے 'مجھے' پہ اپنی ابرو اٹھائے۔

"یہ کام سعد پہلے کئی دفعہ کر چکا ہے تو اُسے اتنا کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔اُس نے عدالت میں جھوٹی گواہی دی اور اُس کے خلاف چند ایک ثبوت بھی پیش کر دیے۔"اُس نے چہرے پہ آئی لٹوں کو کان کے پیچھے کیا۔اس نے شاید دو مہینوں سے اپنا ہئیر کٹ نہیں کروایا تھا۔اس کے بال پہلے سے لمبے لگ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

("یور آنز یہ قتل کے رات کی فوٹیج۔میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے چلایا جائے۔بد قسمتی سے یہ پولیس کو نادر پہ لگے سبھی الزامات کے بعد ملی۔"

کمرہ عدالت کے ماحول میں تناؤ بڑھتا جا رہا تھا۔کٹہرے میں کھڑا وہ چالیس پینتالیس سال کا آدمی مسلسل اپنی داڑھی نوچ رہا تھا۔پنکج مشرا۔فوٹیج میں پنکج اور اُس کے کچھ ساتھیوں کا چہرہ بالکل واضح طور پر دیکھا جا سکتا تھا۔جو زبردستی وکٹم کی کار میں گھسنے کی کوشش میں تھے۔

"یہ رہی وہ اوریجنل رپورٹ سر جسے پنکج نے دھمکیاں دے کر بدلی کروائی تھیں۔جس لیب میں وکٹم کا پوسٹ مارٹم ہوا،میں وہاں کے ڈاکٹر کو عدالت میں پیش کرنا چاہوں گا۔"

چہرے پہ نظر کا چشمہ لگائے ایک ینگ سا ڈاکٹر چلتا ہوا کٹہرے میں آ کھڑا ہوا۔چند سوالات پوچھنے کے بعد اسے واپس بھیج دیا گیا۔)

"یہ ڈاکٹر اصلی تھا کہ اسے بھی کہیں سے اٹھایا تھا آپ نے؟"وہ جل کر بولا۔

"نہیں یہ تو اصلی تھا۔بس گواہی جھوٹی تھی۔اور تم مجھے زیادہ باتیں مت سناؤ ورنہ سنڈے کو شام چار بجے میں اپنے چینل پہ ایک لائیو نیوز چلاؤں گی اور یہ آسانی سے ثابت کر دوں گی کہ کیسے تم نے اپنے قاتل ملازم کی جان بچائی۔" وہ چمک کر بولی۔کبیر نے کچھ بڑ بڑا کر سر جھٹکا۔

("یور آنر۔ان سارے ثبوتوں سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ واردات کے وقت نہ تو وہاں میرے کلائنٹ نادر حسین موجود تھے نہ اس میں ان کا کوئی ہاتھ ہے۔میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا یور آنر۔" سعد اپنا کوٹ درست کرتا ہوا واپس اپنی کرسی پہ بیٹھا۔

"آپ اپنے اوپر لگے سبھی الزامات سے انکار کرنا چاہیں گے؟" جج صاحب نے پنچ سے پوچھا۔

"نہیں۔"

"تو یعنی آپ انہیں قبول کرتے ہیں۔"

"جی ہاں۔میں قبول کرتا ہوں۔"

"آپ اپنے دفاع میں کچھ بھی نہیں کہنا چاہتے؟انو سینٹ پلیڈ کرنا چاہیں گے؟"

"نہیں جج صاحب۔"

"پنکج مشرا کے بیان اور تمام گواہیوں کے بعد یہ بہت واضح ہے کہ نادر حسین پہ لگے الزامات میں کوئی سچائی نہیں ہے۔اس لیے یہ عدالت نادر حسین پہ لگے سارے چار جز ریجیکٹ کرتی ہے۔یہ عدالت دہلی پولیس ڈیپارٹمنٹ کو یہ حکم جاری کرتی ہے کہ نادر حسین کو باعزت رہا کر دیا جائے۔"

نادر نے زور سے اپنی آنکھیں میچیں۔کبیر نے اُس کے کندھے پہ اپنا ہاتھ رکھا۔سعد نے مسکرا کر اُس سے ہاتھ ملایا۔

پنکج مشرا کو مختلف چار جز بتانے کے بعد پھانسی کی سزا سنائی گئی۔نادر کچھ نہیں سن رہا تھا۔ وہ بس آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔)

www.novelsclubb.com

"نائس۔اس کے بعد اُس آدمی کا کیا ہو گا؟" وہ جو سکون سے سن رہا تھا۔ چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"جس دن پھانسی کی سزا ہونی ہے اُسے۔ اس سے کچھ دن پہلے جیل سے باہر نکال لیا جائے گا۔ پھر یہ قصہ ختم۔"

"یہ قصہ واقعی ختم ہو چکا ہے مدیحہ بی بی۔" کچھ تو تھا اُس کے لہجے میں جو مدیحہ چونکی۔

"کیا مطلب؟"

"پرسوں اس کیس کی سنوائی ہوئی ہے اور آج صبح جیل میں اُس آدمی کی لاش ملی ہے۔ کاز آف ڈیتھ میں خودکشی لکھ دیا گیا ہے لیکن یہ خودکشی نہیں ہے، میڈم۔ اسے کسی نے مار ڈالا ہے اس کے کھانے میں زہر دے کر۔" مدیحہ سناٹے میں رہ گئی۔ ساکت۔ جامد۔

"اگر اس کی جان ان سارے ڈھکوسلوں کی وجہ سے گئی ہے تو آپ بھی اس کے قتل میں برابر کی شریک ہیں مدیحہ فاروق۔" اتنا کہہ کر وہ رکا نہیں۔ اس پہ ایک آخری سرسری سی نگاہ ڈال کر وہ نکلتا چلا گیا۔

مدیحہ اپنی پلکیں بھی نہیں جھپک پا رہی تھی۔ وہ یونہی بیٹھی رہی۔ خاموش۔ ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ۔ زیادہ دیر تک وہ اس احساس کو نہیں محسوس کر سکی۔ اس کے پاس بہت سے کام تھے کرنے کے لیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ کسی چھوٹے کمرے کا منظر تھا۔ مدیحہ فاروق کے گھر کے پچھلے حصے میں بنا یہ کمرہ کسی کوٹھری جیسا منظر پیش کر رہا تھا۔ اس کمرے میں کوئی کھڑکی یا روشندان نہیں تھا۔ چھت سے لٹکتا ایک چھوٹا بلب اندھیرا مٹانے کی کوشش میں بری طرح ناکام ہو رہا تھا۔

ایک میز پہ ڈھیر ساری فائل بکھری ہوئی تھی۔ ساتھ ہی مدیحہ کا لیپ ٹاپ رکھا تھا۔ جس پہ کوئی فوٹیج چل رہی تھی۔ وہ سانس روکے ہر گزرتے لمحے کو دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کچھ پوائنٹ آؤٹ کرتی پھر فوٹیج دیکھتی۔

سامنے دیوار پہ کئی پرچیاں کچھ بے ترتیبی سے لگی تصویریں چسپاں تھیں۔کچھ اخبار سے پھاڑی گئی تصویریں بھی تھیں جن پہ اس نے گول دائرے جیسا نشان بنایا تھا۔ہاتھ مار کر اس نے لیپ ٹاپ بند کیا پھر اپنا سر کرسی کی پشت پہ ٹکایا۔پزل کے چند ٹکڑوں کے سوا اس کے ہاتھ کچھ نہیں لگا تھا۔

اس نے پیشانی پہ آیا پسینہ صاف کر کے آنکھیں موند لیں۔ذہن دھیرے دھیرے کہیں پیچھے جا رہا تھا۔اس خاموشی میں زور سے گرجتے بادلوں کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرانے لگی۔ مدیحہ کی پیشانی پہ دوبارہ پسینے کی ننھی بوندیں ابھرنے لگیں اور اس کا ذہن پوری طرح آج سے دو مہینے پہلے کی ایک رات میں چلا گیا،جب وہ اس سے ملنے آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

دو مہینے پہلے۔

مدیحہ فاروق کے گھر میں اس وقت گہری خاموشی تھی۔وقفے وقفے سے باہر ہو رہی بارش خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔جواد خاموشی سے ایک کونے میں کھڑا تھا۔اس وسیع لونگ روم میں سیاہ اور سفید رنگ کے کوئی دوسرا رنگ نہ تھا۔مدیحہ اس لڑکی کے عین سامنے بیٹھی تھی،جو ایل شیپ سوفے پہ دونوں ہاتھ پہلوؤں میں گرائے یوں بیٹھی تھی جیسے غیر آرام دہ ہو۔

"تم نے چائے پوچھی ان سے؟"اس نے جواد سے پوچھا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"جاؤ دو کپ چائے کا لے آؤ۔"وہ جی کہتا ہوا کچن میں گیا۔

"میں چائے پینے نہیں آئی ہوں۔"سامنے بیٹھی لڑکی دھیرے سے بولی۔

"سوری؟"

"میں چائے نہیں پینے آئی۔مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔کچھ بتانا چاہتی ہوں میں۔میرے پاس وقت کم ہے۔"اس نے نظریں اٹھائیں۔مدیحہ سحر زدہ ہو کر رہ گئی۔اس لڑکی کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں۔سبز بڑی بڑی۔اس کی رنگت تھوڑی گندمی تھی۔معمولی سے نین نقش

www.novelsclubb.com

والی لڑکی میں سب سے زیادہ خوبصورت اس کی آنکھیں تھیں۔ چہرے پہ دنیا بھر کی معصومیت سجائے وہ اسے قدرے پریشان لگی۔ مدیحہ نے غور سے اس کی آنکھیں دیکھیں۔ کہیں بہت قریب سے اس نے یہ آنکھیں دیکھ رکھی تھیں۔ مگر کہاں؟

"میں بھی جانتی ہوں۔ تم یہاں چائے پینے نہیں آئی۔ میں تمہیں نہیں پہچانتی۔ چائے کے دوران جان لوں گی۔" جتنی پریشان سی وہ بیٹھی تھی۔ مدیحہ اتنی ہی ریلیکس تھی۔ اسے محسوس ہوا کہیں وہ غلط جگہ تو مدد لینے نہیں آگئی۔

"میں زرین ہوں۔ زرین احمد خان۔ بیرسٹر احمد خان کی بیٹی۔" اس کی عقل میں یہ بات فٹ نہیں آئی۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں الجھن ابھری۔

www.novelsclubb.com

"دوبارہ بتاؤ۔ کیا کہا تم نے؟"

"میں زرین احمد خان کی بیٹی ہوں۔ وہی احمد خان جو آپ کے والد کے بہت خاص دوست ہوا کرتے تھے۔ میں آپ سے مدد مانگنے آئی ہوں۔" اس نے دہرایا۔

"لیکن احمد انکل کا تو صرف ایک ہی بیٹا ہے۔ فصیح۔ تم کون ہو؟" مدیحہ نے گڑبڑا کر اسے دیکھا۔اوپن کچن کے کاؤنٹر پہ اپنی کہنی ٹکائے جواد ان کی باتیں سن رہا تھا۔اس نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا۔

"ان کا بیٹا ہے نہیں... تھا۔وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔" مدیحہ کا حیرت کے مارے منہ کھل گیا۔اس نے ہتھیلی اپنے ہونٹ پہ رکھ لی۔جواد نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟" مدیحہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔"ابھی کچھ مہینے پہلے ہی تو وہ مجھے ملا تھا۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"

"یہی بات ہے۔وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔مجھے آپ لوگ یقیناً نہیں جانتے ہوں گے۔ میں آپ کو جانتی ہوں۔میری پیدائش کے بعد جب امی کا انتقال ہو گیا تو مجھے ابا نے خالہ کے ہاں لکھنؤ بھیج دیا تھا۔میں وہیں پلی بڑھی ہوں۔کچھ عرصہ پہلے ہی بھائی مجھے واپس دہلی لے آئے تھے۔پھر اس کے چند مہینوں کے بعد وہ حادثہ ہوا۔" وہ کافی دھیرے بول رہی تھی۔جواد کو مشکل سے اس کی باتیں سمجھ آ رہی تھیں۔وہ چائے کا پانی بند کرتا مدیحہ کے قریب آ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"فصیح بھائی کو کسی نے تین ماہ پہلے بے دردی سے قتل کر دیا۔" زرین نے گیلی سانس اندر کھینچی۔ اس کی آنکھوں سے گرم گرم آنسوں گرنے لگے۔

"ابّا روز تھانے میں جا کے پوچھتے کہ کیس کب آگے بڑھایا جائے گا۔ کچھ دنوں بعد ہمیں تھانے میں بھی گھسنے نہیں دیا گیا۔ رہ گئی ایف آئی آر رپورٹ تو وہ کبھی درج ہی نہیں کی گئی تھی۔ ہم نے پھر رپورٹ لکھوانا چاہا تو وہاں سے ہمیں نکال دیا گیا۔ کوئی سنوائی نہیں ہوئی۔ پھر ابا نے کچھ لوگوں سے بات کر کے اس خبر کو میڈیا میں دینا چاہا تو دوسرے دن ابا گھر سے باہر نکلے پھر دوبارہ اپنے پیروں پہ نہیں کھڑے ہو سکے۔" وہ دھیرے دھیرے بول رہی تھی۔ اس وقت بارش اور زرین کی آواز کے علاوہ کوئی دوسری آواز اس کی سماعت میں نہیں اتر رہی تھی۔ وہ ساکت سی سن رہی تھی۔

"ہمیں دھمکیاں موصول ہونے لگیں کہ اب اگر ہم نے کچھ کرنا چاہا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے اور اس سے پہلے وہ میرے ساتھ۔" اس نے رک کر سانس لی۔ پھر بات ادھوری

چھوڑ دی۔وہ جانتے تھے وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔"ان تین مہینوں میں ہم کہاں گئے ہیں کس سے ملے ہیں۔وہ سب جانتے ہیں۔"

"ابا ڈر کر خاموش ہو گئے۔بیٹے کو وہ پہلے ہی کھو چکے تھے۔مجھے بھی نہیں کھونا چاہتے تھے۔رہی سہی ہمت اس دن ختم ہو گئی۔جس دن کچھ لوگ ہمارے گھر میں گھس آئے اور انہوں نے توڑ پھوڑ شروع کر دیا۔اس واقعے بعد بھی میں پولیس اسٹیشن گئی رپورٹ لکھوانے مگر وہاں کسی نے رپورٹ نہیں لکھی اور میرے ساتھ بدتمیزی شروع کر دی۔"اس نے اپنی گیلی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا جو بے یقینی سے سر نفی میں ہلا رہی تھی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ابھی ہی تو وہ مجھ سے ملا تھا۔اس نے کہا تھا وہ اس بار گرمیوں میں شادی کر رہا ہے۔ایسا کیسے ممکن ہے کہ وہ نہیں رہا۔"وہ ابھی تک شاک میں تھی۔ فصیح اس کا بہترین دوست تھا۔اس کے بھائیوں جیسا۔اس کی آنکھیں ہرٹ تھیں۔بہت زیادہ ہرٹ۔اور دل...دل تو جیسے پھٹا جا رہا تھا۔کسی اپنے کی موت کا غم سہہ جانا معمولی کام نہیں تھا۔مدیحہ نے اب تک یہی غم تو جھیلا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کچھ دنوں تک یہ دھمکیاں چلتی رہیں۔ایک دن میں نے اور ابا نے کسی سے بتائے بغیر گھر چھوڑ دیا۔ ہمیں گھر چھوڑے ہوئے ایک ماہ ہو چکا ہے۔میں یہاں آپ سے چھپتے چھپاتے ہوئے آئی ہوں۔ڈر ہے کہیں کوئی دیکھ نہ لے۔اس سے پہلے ہمارے تعاقب کار ہمیں کہیں بھی باہر آتے جاتے دیکھ لیتے تو ہمیں ایک کال ضرور موصول ہوتی تھی۔ جس میں ہمیں مارنے کی دھمکی ہوا کرتی تھی۔جب سے ہم نے گھر چھوڑا، تب سے یہ سلسلہ رکا ہوا ہے۔" وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گئی۔

گلاس وال کے باہر بارش اپنا زور پکڑ چکی تھی۔مدیحہ نے کچھ بھی کہنے کے بجائے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا۔آنکھیں گیلی ہو رہی تھیں۔دل کا کرب بڑھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کسی کے چلنے کی آہٹ پر اس نے چہرا اوپر اٹھایا۔جواد نے پانی کا گلاس زرین کے آگے رکھا پھر چپ چاپ مدیحہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔کتنے ہی لمحے سرک گئے۔ان میں سے کوئی نہ بولا۔

"کس نے قتل کیا ہے؟ کہاں رپورٹ لکھوانے گئی تھی تم؟ کیا ہوا تھا سب بتاؤ۔" چند لمحوں کے بعد اس نے گہری سانس لے کر اس سے پوچھا۔

"ان میں سے کسی کو بھی پہچانتی ہو تم؟ آفیسرز، ڈاکٹرز جو بھی اس سب میں شامل تھے۔ مجھے ہر ایک کا نام چاہیے۔ اگر نام نہیں بتا سکتی شکل تو تم نے دیکھی ہی ہو گی۔ ان کا اسکیچ تیار کرواؤں گی میں۔"

"ان کے چہرے پہ ماسک ہوتا ہے۔ نہ میں نے انہیں دیکھا ہے نہ ہی ابا نے۔" اس نے دو گھونٹ پانی پیا۔

"سب ٹھیک چل رہا تھا۔ سب نارمل تھا۔ ایک رات ہمیں کال آئی کہ بھائی کی آفس میں ان کی ڈیڈ باڈی ملی ہے۔ اس وقت تک سب ٹھیک تھا۔ باڈی کو پوسٹ مارٹم کے لیے لے جایا گیا۔ وہاں سے معاملات ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ رپورٹ میں لکھا گیا کہ وہ ڈرگس پہ تھے۔ نشے میں دھت ہو کر گاڑی چلانے سے ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہیں ان کی موت ہو گئی۔"

"پولیس، ڈاکٹرز سب نے اپنی بات بدل دی۔ سب اپنے بیان سے مکر گئے۔ ہمارے پاس کچھ نہیں تھا جس سے ہم کسی پہ انگلی اٹھاتے۔ قتل کیوں ہوا؟ کس نے کیا؟ ہمیں کچھ نہیں پتہ۔"

www.novelsclubb.com

وہ سنبھل کر بول رہی تھی۔ مدیحہ بغور اُس کی بات سن رہی تھی۔ جواد صوفے پہ بازو پھیلا کے بیٹھا۔

"اس وقت ان کی باڈی کے جو فوٹو گرافز تھے، وہ میں نے اپنے پاس سنبھال کے رکھے ہیں۔ آفس میں جو چیز جس طرح تھی اسی طرح موجود ہے۔ تب سے اب تک ہم نے اس میں لاک لگایا ہوا ہے۔ کسی کو بھی اجازت نہیں ہے کہ وہاں جائے۔" اس نے اپنے بیگ سے کچھ تصاویر نکال کر اسے دیں۔

وہ فصیح ہی تھا۔ یا اللہ۔ اسے محسوس ہوا کسی نے زور سے اس کے دل پہ گھونسہ مارا ہو۔ مدیحہ کا وجود ساکت ہو گیا۔ اس نے خود کو کمپوز کیا۔

تصویر مختلف زاویوں سے لی گئی تھی۔ اس کے چہرے پہ جگہ جگہ ناخن کے نشان تھے۔ یوں جیسے اس کی شکل بگاڑنے کی کوشش کی گئی ہو۔ اس کے سر کا پچھلا حصہ بری طرح کچلا گیا تھا۔ اس کے آفس کی بھی کئی تصویریں تھیں۔ دیواروں پہ جگہ جگہ خون کے چھینٹے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اس کے علاوہ جو تم مجھے بتا سکتی ہو۔ تمہیں کسی پہ شک ہے؟ یا کوئی غیر معمولی بات جو تم نے محسوس کی ہو۔" مدیحہ کی طبیعت عجیب ہونے لگی۔ اس نے تصویریں جواد کی طرف بڑھا دیں۔

"شک مجھے کسی پہ نہیں ہے اور اعتبار بھی کسی پہ نہیں کرتی۔ بھائی بہت سے مقدمے ایسے بھی لڑتے تھے۔ جس میں انہیں مخالف کئی قسم کی دھمکیاں دیتے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہوئی تھی۔ سوائے اس کے۔" وہ بہت سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔ مدیحہ سیدھی ہو کے بیٹھی۔

"قتل سے تقریباً تین دن پہلے ان کے آفس کا سی سی ٹی وی خراب ہو گیا تھا۔ اس دن بھائی کو زیادہ کام نہ تھا۔ وہ بس ایک فائل اسٹڈی کر رہے تھے۔ جب ان کے پاس ان کا چوکیدار آیا۔ اس نے سرِ شام ہی ان سے چھٹی لے لی تھی۔ یہ کہہ کر کہ اسے بہت ضروری کام ہے۔ شاید اس کی بیٹی بیمار تھی۔ جو بھی ہوا ہو۔ اس واقعہ کے بعد وہ کبھی نظر نہیں آیا۔ ابّا کو تو نہیں مگر مجھے اُس پہ شک ہے۔" اُس نے رک کر پانی پیا۔

www.novelsclubb.com

"ضرور اس میں اُس کا ہاتھ ہے۔ بھائی اُس سے روز کہتے تھے کہ یہ کیمرے کا مسئلہ ٹھیک کروالے۔ مگر وہ ہر بار کوئی نہ کوئی بہانہ گڑھ دیتا تھا۔" وہ چپ ہو گئی۔ مدیحہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"آپ لوگ کہاں رہ رہے ہیں پھر اپنا گھر چھوڑ کے؟" جواد نے پوچھا۔ وہ کافی دیر سے یہی پوچھنا چاہ رہا تھا۔

"مکھر جی نگر۔ **(مکھر جی نگر دہلی کی وہ جگہ ہے۔ جہاں ہندوستان کے الگ الگ شہروں سے لوگ ایک بڑی تعداد میں آنکھوں میں آئی اے ایس، آئی پی ایس بننے کا خواب پورا کرنے آتے ہیں۔)**

www.novelsclubb.com

وہاں ہم کافی سیف فیل کرتے ہیں۔ اسٹوڈنٹ کا آنا جانا ہمیشہ لگا رہتا ہے۔ کسی کو اب تک نہیں معلوم ہم کہاں رہ رہے ہیں۔ ہم نے کسی سے کوئی کانٹیکٹ نہیں کیا اب تک۔ شاید ہمارے تعاقب کار کو بھی یہ بات نہیں معلوم۔" وہ کتنے آرام سے انہیں اپنا ایڈریس دے رہی تھی۔ یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے کسی سے نہیں بتایا۔ مدیحہ نے اپنا سر ہلایا۔

"تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"آپ میری مدد کریں۔ میں ہر جگہ سے ہار کے آپ کے پاس آئی ہوں۔ پلیز مجھے انکار مت کریے گا۔" وہ آس بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ مدیحہ نے آگے بڑھ کر اُس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا۔

"مجھے تھوڑا وقت چاہیے۔ آؤ میں تمہیں ڈراپ کر دوں۔" اُس نے باہر ہوتی بارش کو دیکھتے ہوئے کہا۔ زرین نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں آپ مت جائیں۔ میں چلی جاؤں گی۔ اُن میں سے کسی نے اگر دیکھ لیا تو آپ مشکل میں آجائیں گی۔"

"میں تمہاری مدد کروں گی تو بھی مشکل میں آجاؤں گی۔" وہ گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے بولی۔ جواد نے مدیحہ کو دیکھا۔ دونوں کی نگاہ ملی۔ کچھ تھا اس کی آنکھوں میں جو مدیحہ رک گئی۔ وہ دھیرے سے اٹھا اور اُس کے ہاتھ سے چابی لے لی۔

"آپ جا کے آرام کریں۔" اُس نے ایک نگاہ زرین پہ ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"I'll take care of the rest"

صاف ظاہر تھا وہ اُسے باہر جانے سے منع کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مدیحہ ہرٹ ہے اور اسے تنہائی کی ضرورت ہے۔ زرین نے اُس خوبصورت سے لڑکے کو دیکھا۔ جس کے نقوش بے حد پیارے تھے۔ وہ تھوڑا بہت مدیحہ سے مشابہت رکھتا تھا۔

"بارش بہت ہو رہی ہے۔ آپ پہلے ہی تھکی ہیں۔ ریسٹ کریں۔ اور آپ میرے ساتھ آئیں۔" زرین نے بے ساختہ مدیحہ کو دیکھا۔ مدیحہ نے اثبات میں سر ہلا کر جانے کا اشارہ کیا۔

وہ دونوں چلے گئے تو مدیحہ سست روی سے چلتی اپنے کمرے میں بڑھ گئی۔ وہ اس وقت کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اُس کے دماغ کی رگیں پھٹ رہی تھیں۔

باہر زور سے بادل گرجے تو وہ اپنی سوچ سے باہر نکلی۔ اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ گلا خشک ہو رہا تھا۔ اس نے چند گہری سانس لی۔ اسے لگ رہا تھا چیزیں آسان ہوں گی۔ مگر کچھ آسان نہ تھا۔ یہ جو اسے ایک معمولی سا کیس سمجھ رہی تھی۔ اس کی تحقیقات کرتے ہوئے اس کی سوچ بری طرح غلط ثابت ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسے کسی کی مدد کی ضرورت تھی۔ کون تھا جس سے وہ مدد لے سکتی تھی؟ یا پھر کون تھا جس پہ بھروسہ کیا جاسکتا تھا؟ اس نے اپنے بالوں پہ ہاتھ پھیر کر اندر اٹھتے اضطراب کو کم کرنے کی کوشش کی۔

وہ جانتی تھی آج کی رات وہ سو نہیں سکے گی۔ جب تک وہ فصیح کے قاتلوں کو ڈھونڈ نہیں لیتی وہ سکون سے نہیں سو سکتی تھی۔ فصیح سے اس کا صرف دوستی کا رشتہ نہیں تھا۔ اس نے اپنی ایک زندگی فصیح کے ساتھ گزاری تھی۔

دل کا کرب بڑھ رہا تھا۔ وہ کرسی سے اٹھ بیٹھی۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ صبح کا انتظار کرتی دوبارہ وہ فوٹیج دیکھنے لگی۔ اس امید کے ساتھ کہ شاید کچھ ہاتھ لگ جائے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی یہ دوسری اذان فضا میں گونج رہی تھی۔ ایسے میں وہ مصروف سی کچن میں کھڑی فریج سے سبزیاں نکال رہی تھی۔ اس نے صبح والا ہی لمبا سفید کرتا پہن رکھا تھا۔ بالوں کا اونچا جوڑا ڈھیلا ہو کر گردن پہ جھول رہا تھا۔

آج ایک سیاستدان کے ہاں ڈنر تھا۔وہ اپنا کام ختم کر رہی تھی تاکہ وقت پہ تیار ہو سکے۔ ملک کے نامور شخصیات کا آنا آج طے تھا۔ایونٹ کو کور کرنے کے لیے اس کے ساتھ کام کرنے والے چند صحافی بھی مدعو تھے۔ لیکن وہ آفس کی طرف سے نہیں جا رہی تھی۔اس سیاستدان نے اسے الگ سے انویٹیشن بھجا تھا۔

اس نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی آٹھ بج رہے تھے۔ کھانا تیار ہو چکا تھا۔سلاد کے لیے وہ سبزیاں نکال کرر کھ چکی تھی۔ایک نگاہ کچن میں پھیلے گند پہ ڈالی۔اس سے زیادہ تو وہ نہیں کر سکتی تھی کچھ۔اب جو بھی رہتا ہے وہ دونوں لڑکے مل کر کر لیں گے۔ہاتھ پوچھ کر وہ کچن سے باہر نکل آئی۔

www.novelsclubb.com

زمرد رنگ کی بنارسی ساڑھی پہ اس نے گولڈن رنگ کا پوری آستینوں والا بلاؤز پہن رکھا تھا۔ جس کا گلا پیچھے سا کافی گہرا تھا۔اس کی دودھیا رنگت دمک رہی تھی۔ مناسب میک اپ پہ اس نے بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنایا ہوا تھا۔کچھ لٹیں چہرے کے اطراف میں گری ہوئی تھیں۔

کانوں میں سفید پتھر پہنے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔اس نے ایک نظر اپنی تیاری پہ ڈالی پھر ایک سرخ رنگ کی لپ اسٹک ہونٹوں پہ رگڑی۔پرفیکٹ!

وہ باہر نکل ہی رہی تھی جب جواد آتا ہوا دکھائی دیا۔اسے دیکھ کر ستائش سے مسکرایا۔

"بہت سندر لگ رہی ہیں۔"وہ مسکرائی۔

"میں آج کھانا گھر پہ نہیں کھاؤں گا۔ایک دوست کی سالگرہ میں جارہا ہوں۔چھوٹو کو بھی ساتھ ہی لے جاؤں گا۔"مدیحہ کا دماغ خراب ہوا۔

"تو یہ بات تم دونوں مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے؟میں ایک شام سے کچن میں لگی ہوئی ہوں۔کسی کو ہوش نہیں آیا تب؟"

"سوری مگر پلان تو دیر سے بنا۔"وہ گڑبڑایا۔

"بھاڑ میں گئے تم اور تمہارا پلان۔آکر پوچھتی ہوں۔"وہ بھنویں سکوڑ کر چلی گئی۔جواد کو تھوڑا سا پچھتاوا ہوا۔

www.novelsclubb.com

جس وقت وہ پہنچی ساڑھے نو بج گئے تھے۔ڈنر کے لیے پورے ریزورٹ کو سجایا گیا تھا۔وہ پارکنگ سے نکل کر پول سائیڈ کی جانب چل دی۔لوگ ہاتھوں میں طرح طرح کے مشروب پکڑ کر قہقہے لگاتے باتیں کر رہے تھے۔پھول میں ایک خوبصورت سا بکے لیے وہ شیکھر اڈوانی کی سمت بڑھی جو اپنی بیوی کے ہمراہ مہمانوں سے مل رہے تھے۔آج ان کی شادی کو پینتیس سال ہو گئے تھے۔یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سارا دہلی جما کر لیا ہو انہوں نے۔

مدیحہ کے قریب پہنچنے پہ وہ مسکرائے پھر اس کا تعارف اپنی مسز سے کروانے لگے۔عین اسی لمحے کوئی داخل ہو رہا تھا۔لوگ اپنی جگہوں سے ہٹے۔رپورٹرز کیمرے ہاتھ میں لیے الرٹ سے کھڑے ہو گئے۔مدیحہ اونچی جگہ پہ کھڑی تھی تو وہ آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔

ایک لمبی کالے شیشوں والی گاڑی سے کوئی باہر نکل رہا تھا۔گولڈن رنگ کی اونچی ہیل والے پیر باہر آئے۔سفید اور ملائم سے۔پھر ایک ہاتھ دروازے پہ آرکا۔دوسرے ہی لمحے کوئی باہر نکلا لیکن کیمرے کے چمکتے ہوئے فلیش کی وجہ سے اس کا چہرہ واضح نہ ہو سکا۔بالکل اسی لمحے سامنے سے وہ چلا آرہا تھا۔ڈارک بلیو کوٹ پہ سفید شرٹ پہنے۔جس کے اوپری بٹن کھلے تھے۔

www.novelsclubb.com

ایک ہاتھ سے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے فون پہ بٹن دباتا وہ مگن سا ارد گرد سے بے نیاز چل رہا تھا۔

اس کے پیچھے اس کے گارڈز کی ایک لمبی فوج تھی۔ کیمرے کا رخ اب بدل کر اس کی طرف ہو گیا تھا۔ فلیش چمکنے پر وہ کیمرے کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔ کالے شیشوں والی گاڑی کے ساتھ کھڑی اس عورت کو وہ سرعت سے اگنور کرتا اپنے ازلی بے نیاز انداز میں آگے بڑھ کر اڈوانی صاحب سے ملا۔

مدیحہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ مدیحہ اس عورت کو دیکھ رہی تھی۔ بغیر پلک جھپکے۔

وہ کوئی اور نہیں بلکہ بالیووڈ میں آگ لگا دینے والی ایکٹریس تھی۔ رابیل ملک۔ لگاتار پانچ بلاک بسٹر فلمیں کرنے کے بعد وہ پچھلے تین سال سے فلاپ جا رہی تھی۔ مدیحہ کو سمجھ نہیں آیا وہ آن اسکرین زیادہ خوبصورت تھی یا آف اسکرین؟

اس نے گہری سرخ رنگ کی satin کی بغیر آستینوں والی ڈریس پہن رکھی تھی۔ جس میں سے اس نے اپنا دایاں پیر باہر نکالا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

کمر سے نیچے آتے بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا۔گلے کا کٹ کافی گہرا تھا اور کچھ وہ جھک کر ہنس بھی رہی تھی مدیحہ کو شرم محسوس ہوئی۔اس کے کندھے اور گردن کے درمیان اڑتی ہوئی تتلی کا ٹیٹو بنا تھا۔کیمرے کے سامنے مختلف زاویوں سے تصویریں بنواتے وہ مسلسل ہنس رہی تھی۔ وہ بے حد خوبصورت تھی۔کیا ساری ایکٹریس اتنی ہی خوبصورت ہوتی ہیں یا بس وہ ہی اتنی حسین ہے؟

وہ زیادہ پاپولر اس لیے بھی تھی کہ اس کے چہرے پہ معمولی سی بھی سرجری نہیں کی گئی تھی۔دھیرے دھیرے بھیڑ ہٹنے لگی وہ اس تنگ سے کپڑے میں آگے بڑھ گئی۔

مدیحہ کو زیادہ دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔رہی سہی کسر کبیر مراد کی موجودگی نے پوری کر دی تھی۔پارٹی شروع ہونے میں وقت تھا تو وہ اپنی ساڑھی سنبھالتی پہلی منزل کی سیڑھیوں پر بڑھی۔کال کرنے کے لیے۔

ایک الگ تھلگ کونے میں کھڑی ہو کر وہ نیچے سجے لان کو دیکھ رہی تھی۔جب مدیحہ کو اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔وہ الرٹ سی پیچھے گھومی۔ایک ہاتھ میں وائن کا گلاس

www.novelsclubb.com

پکڑے دوسرا ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے وہ اڈوانی صاحب کا بڑا بیٹا تھا۔پستہ کلر کے سوٹ میں ملبوس وہ بغور اُسے دیکھ رہا تھا۔

"آنے کا شکریہ۔ہمیں امید نہیں تھی کہ آپ آئیں گی۔"اسے متوجہ پا کر وہ بولا۔

"اچھا نائیس۔"وہ لاپرواہی سے بولی۔

"حسن لاپرواہ ہو تو اور بھی حسین لگتا ہے۔"اس کا لہجہ بدلا۔مدیحہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے آپ اتنا فری ہو جائیں میرے ساتھ۔"

"آپ کو بات کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔آپ کا حسن خود چیخ چیخ کر سب کو متوجہ کر دیتا ہے۔آپ کی آنکھیں، بال، کمر..."اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے مدیحہ اس کے پاس سے گزرنے لگی جب اس نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ؟"وہ دبے دبی غصے سے بولی۔

"بدتمیزی نہیں پیار ہے۔"اس کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی۔

"ہاتھ چھوڑو میرا۔"اس نے دھیرے مگر سخت لہجے میں کہا۔اس نے ہاتھ چھوڑ دیا۔

وہ کوئی جواب دیے بغیر جانے لگی۔جب پیچھے سے اس نے دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑا۔مدیحہ ایڑی کے بل گھومی اور رکھ کر ایک تھپڑ اس کے منہ پہ دے مارا۔ہاتھ میں پکڑی شراب مدیحہ کی ساڑھی پہ آگری۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی۔میری خاموشی کا فائدہ اٹھانے کی غلطی سے بھی کوشش مت کرنا۔ابھی تم لوگ مجھے جانتے نہیں ہو۔"وہ انگلی اٹھا کر بولی۔وہ بالکل سن سا اپنے گال پہ ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔اس کا دماغ سن ہو رہا تھا۔

"پہلی بار کسی عورت نے میرے اوپر ہاتھ اٹھایا ہے۔"ایک لمحے میں ہی اس کا سارا نشہ غائب ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سچ میں؟لو پھر دوسری دفعہ بھی ایک عورت نے تم پہ ہاتھ اٹھادیا۔" یہ کہتے ہی اس نے دوبارہ اسے تھپڑ مارا۔"جب بھی تم کسی عورت کے ساتھ یہ سلوک کرنا چاہو تو میرا تھپڑ یاد کر لینا۔" وہ نفرت سے کہتی چلی گئی۔

"اس کا حساب تو تجھے دینا ہی ہو گا بچ۔" وہ گال پہ ہاتھ رکھے ہوئے وہ مسلسل اسے گالیاں دے رہا تھا۔

وہ اندھا دھند سیڑھیاں اترتی ہوئی آرہی تھی جب سامنے سے آتے کبیر مراد سے بری طرح ٹکرائی۔اس سے پہلے وہ منہ کے بل زمین پہ گرتی دو مضبوط بازوؤں نے اسے تھاما۔

یااللہ ایک ہی دن میں دو دفعہ کیوں؟ مدیحہ نے اپنا ماتھا پکڑ کر اسے دیکھا۔جو آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھ رہا تھا۔اس کافر کی اولاد نے کیا کم دماغ خراب کیا تھا جو اس سے بھی ٹکراؤ ہونا تھا۔

اُف۔

"تم کبیر مراد تم عقل سے ہی نہیں آنکھوں سے بھی اندھے ہی ہو۔" مدیحہ نے غصے سے کہا۔جب کہ کبیر اس کا غصے سے لال چہرہ دیکھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھیں خاتون آپ غلط بات کر رہی ہیں۔"

"ہاں کر رہی ہوں تو؟ آج سے میں جو بھی بات کروں گی وہ غلط ہی کروں گی۔ کیا کر لو گے میرا؟ اور ہٹو سامنے سے۔" وہ اسے دھکا دے کر اسی طرح بھاگتی چلی گئی۔ کبیر حیران کھڑا اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

"یہ لڑکی واقعی دماغ سے پیدل ہے یا صرف مجھے ہی ایسا محسوس ہوتا ہے؟ پتہ نہیں کون ہے جو اس کی دم پہ پاؤں رکھ دیتا ہے۔" اس نے ساتھ کھڑے نادر سے کہا۔ نادر نے مسکراہٹ دبا کر شانے اچکا دیے۔ وہ واپس سیڑھیاں چڑھنے لگا تو نادر نے اسے روکا۔

"سر ایک منٹ۔ پہلے واشروم جائیں۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ۔۔" اس نے اس کے سینے کی جانب اشارہ کیا۔ کبیر نے گردن جھکا کر دیکھا۔ سفید شرٹ پر عین دل کے مقام پر دو سرخ ہونٹوں کے نشان تھے۔ اس نے گہری سانس لے کر نادر سے اپنی کوٹ مانگی جو مسلسل مسکرا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں اتنی ہنسی کیوں آ رہی ہے؟"

"وہ تو آپ کو بھی آ رہی ہے۔" چند لمحے دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر راہداری میں دو قہقہے گونجے۔ دور جاتی مدیحہ نے ایک پل کے لیے رک کر اس عجیب و غریب آدمی اور اس کے ساتھ کھڑے نوجوان کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ پھر دونوں پہ لعنت بھیجتی آگے بڑھ گئی۔ اسے پہلے واشروم ڈھونڈنا تھا۔

مگر اس سے پہلے سیڑھیوں کے قریب اسے تنوی مل گئی۔ مدیحہ کی پیاری دوست۔ کولکتہ شہر کی رہنے والی تنوی۔ گہری سانولی رنگت کی وہ بنگالی لڑکی تھی۔ اس کی آواز بہت میٹھی تھی۔ اور چہرے کے نین نقش بہت پیارے تھے۔ ہر بنگالی لڑکیوں کی طرح۔

"اوہ ہیروئن تمہیں ہی ڈھونڈ رہی تھی۔ مگر اس سے پہلے سوچا کھانا چیک کر لوں۔ تمہیں کیا ہوا ہے؟" اس نے اس کے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔ مدیحہ کا بگڑا ہوا موڈ مزید بگڑ گیا۔

"وہی جاہل امیر زادے۔اور تم نے پھر سے پینا شروع کر دیا؟ اتنی دفعہ منع کیا ہے۔ہاں چلو من کرتا ہے تو ہفتے میں ایک دن پی لیا کرو مگر نہیں۔"اس کے ہاتھ میں پکڑی شراب دیکھ کر وہ افسوس سے بولی۔

"ہاں تو آج ایک ہفتہ پورا ہو گیا ناں۔"

"تم نے کل ہی پوری ایک بوتل ختم کی ہے تنوی۔"وہ تھوڑا جتا کر بولی۔

"میں تو نشے میں تھی۔مجھے کیا پتہ؟ایسی حالت میں کسے حساب کتاب یاد رہتا ہے۔"اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔مدیحہ نے تاسف سے سر جھٹکا۔جواب دینے کے لیے منہ اور واشروم کا دروازہ ایک ساتھ ہی کھولا۔اندر کا منظر دیکھ کر اس کا ہاتھ ڈور ہینڈل پہ ہی رک گیا۔ادھ کھلا منہ اس نے سختی سے بھینچ لیا۔

کبیر مراد اس فلاپ ایکٹریس پہ جھکا کچھ کہہ رہا تھا۔اس عورت نے دونوں ہاتھوں سے اس کے کالر کو پکڑا ہوا تھا۔غصے سے نہیں بڑی چاہت سے۔کھٹکے کی آواز پہ وہ دونوں مڑے۔

کبیر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔سیکنڈ کے دسویں حصے میں وہ اس سے الگ ہوا۔رابیل ملک یوں

www.novelsclubb.com

ہی کھڑی رہی۔انہیں نظروں سے اسے دیکھتی رہی پھر ہیل کی ٹک ٹک کرتی ان کے درمیان سے گزر گئی۔

"سوری ڈسٹرب کرنے کے لیے۔یہاں اوپری منزل پر بہت سے کمرے خالی ہیں۔ کونے میں ایک کمرہ بہت سیف ہے ان کاموں کے لیے۔" وہ اپنا کالر درست کر رہا تھا جب اس کی طنزیہ آواز آئی۔

کبیر مراد مسکرایا۔"کیا واقعی؟ تجربہ بولتا ہے۔" مدیحہ نے کا خون کھولنے لگا۔مدیحہ مسلسل اس کے سینے پہ موجود لپ اسٹک کے نشان کو دیکھ رہی تھی۔کبیر نے اپنی شرٹ دیکھی پھر اوپس کہتا باہر نکل گیا۔

"اپنی عمر کا خیال کر لیا کریں دادا۔(بنگالی بڑے بھائی کو دادا کہتے ہیں۔)اس عمر میں لوگ رام رام کرتے ہیں۔" تنوی مدیحہ کے پیچھے کھڑی تھی۔

"میں کیوں کروں رام رام؟ وہ تم کرو۔میں تو اللہ اللہ کروں گا۔" آگے بڑھ کر اس نے استغفر اللہ کہا۔اللہ ایک وقت میں کبھی اتنی عورتوں سے اس کا سامنا کبھی نہ کروائے۔

www.novelsclubb.com

"یہ وہی ایکٹریس نہیں تھی؟" وہ اپنی ساڑھی صاف کر رہی تھی جب تنوی اس کے قریب آکر بولی۔

"ہاں وہی تھی۔"

"کبیر دادا کے ساتھ کیا کر رہی تھی پھر؟" مدیحہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"تمہیں نہیں دکھا تنوی وہ کیا کر رہے تھے؟"

"ہاں مگر وہ اور کبیر؟ واقعی؟" وہ حیران تھی۔

"وہ اور کبیر کیوں نہیں؟ رابیل خوبصورت ہے۔ جوان ہے۔ اور کبیر جس حساب سے پیسے چھاپ رہا ہے۔ وہ اس ملک کا ہی نہیں پورے ایشیاء کا سب سے امیر آدمی بن جائے گا گلے آنے والے چند سالوں میں۔ پھر اب تم مجھے بتاؤ وہ اور کبیر کیوں نہیں؟" وہ ہاتھ پوچھتی ہوئی بولی۔

"ایسے امیر لوگوں کے تلوے چاٹنا ہر نئی ابھرنے والی اداکارہ کی فطرت ہوتی ہے۔ اور ایسے حسین حسن پہ فدا ہو جانے کی فطرت ہر رئیس آدمی میں موجود ہے۔ حیران ہونے کا کوئی

سوال نہیں ہے۔اور سنو میں گھر جارہی ہوں۔"اس کا موڈ سخت خراب تھا۔وہ مزید یہاں نہیں ٹھہر سکتی تھی۔پیچھے تنوی اسے آوازیں دیتی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ لڑکا کون ہے؟" گرے کلر کے سوٹ میں ملبوس ایک پروفیسر اس کے قریب آئے۔

"کون یہ والا؟"اس نوجوان نے انگلی سے اشارہ کر کے تصدیق کرنا چاہی۔"یہ ہماری بیچ کا سب سے برائٹ اسٹوڈنٹ ہے۔جواد۔"

اس نے بتایا تو وہ کسی سوچ میں الجھے ہوئے اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔پھر ذرا توقف کے بعد اس کے قریب چلے آئے۔

"بیٹا مائنڈ نہ کرو تو ایک بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔"وہ جو دوستوں کے ہمراہ کھڑا تھا۔اس نے مسکرا کر انہیں دیکھا پھر پہچاننے کی کوشش کی۔۔آج ان کے کلاس فیلو کی برتھ ڈے پارٹی تھی۔آدھے سے زیادہ یونیورسٹی یہاں موجود تھی۔

"میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔" وہ دونوں بھیڑ سے ہٹ کر الگ تھلگ کارنر پہ آئے۔

"دہلی یونیورسٹی میں ہسٹری کا پروفیسر ہوں۔ تم کسی سے بہت ملتے ہو۔ تمہاری کشش ہی مجھے کھینچ لائی۔" ان کی اردو صاف نہیں تھی۔ جواد نے مسکرا کر سر خم کیا۔

"میں جواد فاروق ہوں۔ یہیں جے ایم یو سے لاء پڑھ رہا ہوں۔" اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وہ اس کا نام سن کے چونکے۔

"سورج شریواستو۔" انہوں نے اس کا ہاتھ تھاما۔ "پاپا کیا کرتے ہیں؟"

"وکیل ہوا کرتے تھے۔ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔" وہ سن کر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ پھر جیب میں ٹٹول کا اپنا موبائل نکالا۔ ایک تصویر اسے دکھائی۔ جو شاید کسی البم سے لی گئی تھی۔

"ان میں سے کسی کو پہچانتے ہو؟ تم میرے ایک بڑے قریبی دوست سے بہت ملتے ہو۔ نام اور پیشہ سن کے میں کنفرم کرنا چاہتا ہوں کہ۔" انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ جواد نے دیکھا۔ تین نوجوان ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہنس رہے تھے۔ ان میں سے ایک بابا

تھے۔وہ انہیں فوراً پہچان گیا۔دوسرے کو دھیان سے دیکھنے پر محسوس ہوا کہ یہ بابا کے بیسٹ فرینڈ احمد انکل تھے۔

"ہاں یہ میرے فادر ہیں اور یہ ان کے دوست۔"انہوں نے گہری سانس لی۔

"اس میں جو تیسرا شخص ہے وہ میں ہوں۔"جواد نے بالکل ٹھہر کر انہیں دیکھا پھر تصویر کو دیکھا۔اب وہ ضعیف ہو گئے تھے تو انہیں پہچاننے میں مشکل ہوئی۔

"ہم اسکول فرینڈز تھے۔اسکول کے بعد میں کنٹری سے باہر چلا گیا مگر ہماری دوستی میں کوئی فرق نہیں آیا۔وہاں جا کر کب رابطہ ٹوٹ گیا پتہ ہی نہیں چلا۔واپس آ کر اسے بہت ڈھونڈا وہ نہیں ملا۔آج اچانک اس کی موت کی خبر نے حیران کر دیا ہے مجھے۔"وہ جزباتی ہو کر بول رہے تھے اور وہ ساکت سا سنے جا رہا تھا۔

"کیا ہوا تھا؟"

"ایکسیڈنٹ۔تقریباً دس سال پہلے۔"اس کی آواز کسی کھائی آتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ جانتا تھا اب کیا ہونے والا ہے۔

"مگر بھائی ہم نے تو سنا تھا کہ تمہارے فادر کو کسی نے مار ڈالا تھا۔ یہ ایکسیڈنٹ والی کہانی تو بہت بعد میں تمہاری بہن نے آکر میڈیا کو سنائی تھی۔ سنا ہے اس کا بہت پیسا بھی ملا تھا۔ تبھی نا آج اتنا بڑا محل کھڑا کر دیا۔ ورنہ لاوارثوں کے پاس تین وقت کی روٹی نہیں ہوتی اتنے عیش کیسے۔" کاشف جو شروع سے ہی جواد سے خار کھاتا تھا، نے یہ ساری باتیں سن کر کافی اونچی آواز میں بولنے لگا۔ آس پاس کے سارے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میری بہن کے بارے میں بکواس کرنے کی کوشش کی اگر تو نے میں تیری جان لے لوں گا۔" وہ اُس کا کالر پکڑ کے چیخا۔

"سچ سن کے برا کیوں لگ رہا ہے تجھے؟ سب کو پتہ ہے لڑکیاں اچانک سے کیسے اتنی امیری میں جھولنے لگتی ہیں۔ اتنا حسن لے کر گھومے گی تو کون بیوقوف ہے جو۔" اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی جواد نے اس پر لاتوں اور گھونسوں کی برسات کر دی۔ کاشف زمین پر گرا کراہ رہا تھا۔ جواد مسلسل اسے گالیاں دیتا، اس کے پیٹ پہ ٹھوکر مارے جا رہا تھا۔ کچھ لوگوں نے اسے الگ کیا۔

وہ گہری گہری سانس لیتا سرخ آنکھوں سمیت اسے گھور رہا تھا۔پارٹی میں گاسپ کرنے کے لیے ایک اچھی ٹاپک مل گئی تھی۔وہ اپنا بازو ایک جھٹکے سے چھڑاتا ایک ٹھوکر مزید مار کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

کاشف درد سے کراہتا اسے گندی گالیاں دے رہا تھا۔وہ مدیحہ کے بارے میں بھی کچھ کہہ رہا تھا مگر جواد ان سنا کرتے ہوئے آگے بڑھتا گیا۔

وہ بہت ہرٹ تھا۔گاڑی میں بیٹھ کر اس نے کئی گہری سانس لی۔غصے سے اس کی رگیں پھول رہی تھیں۔دماغ تو یوں ہو رہا تھا جیسے ابھی پھٹ جائے گا۔مگر اسے یہ غصہ اس لڑکے پہ نہیں تھا۔اسے یہ غصہ مدیحہ پہ تھا۔کاش وہ اس سے عمر میں چھوٹا نہ ہوتا۔ایک فیصلہ کرتا وہ زن سے گاڑی سڑک پہ دوڑانے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات گہری ہو رہی تھی۔آسمان پہ بادل چھائے تھے۔یوں جیسے آج خوب برسنے کا ارداہ ہو۔وہ کافی تھکی تھی۔آج کا دن اسے ذہنی طور پہ تھکا دینے کے لیے کافی تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔اس نے باہر ہی جواد کی گاڑی دیکھ لی تھی۔اس نے لائیٹ جلائے بغیر ہی اپنے کانوں میں پہنے ٹاپس اتارے۔ہیلز اتار کر پاؤں سے اسے کونے میں کیا۔

موبائل کا فلیش آن کر کے وہ اپنے کمرے میں گئی۔ بیس منٹ بعد وہ ایک سیاہ لمبے کرتے اور ٹراؤزر میں فریش سی باہر نکلی۔ گیلے بالوں کو جوڑے میں لپیٹ کر وہ کچن میں گئی۔اسے سخت بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ گھڑی تقریباً ایک بجا رہی تھی۔اس وقت کھانا؟انہوں۔لبوں پہ مسکراہٹ سجائے وہ مسلسل کچھ گنگنا رہی تھی۔ بالآخر اس کی زندگی نارمل ہو گئی تھی۔نادر کا کیس ختم ہو چکا تھا اور اب اس کا کبیر مراد سے نہیں ہونا تھا۔وہ پر سکون تھی۔اس نے کافی کا دو کپ لیا اور جواد کے کمرے کی طرف بڑھی۔

اس بات سے انجان کہ انسان جیسا سوچتا ہے ہمیشہ ویسا کہاں ہوتا ہے؟

www.novelsclubb.com

مدیحہ نے دروازہ کھولا تو سارا کمرہ گھپ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ماحول کی خنکی اتنی تھی کہ اس نے بے ساختہ جھرجھری لی۔"جواد تم سو رہے ہو کیا؟"کوئی جواب نہیں پاکر اس نے لائٹ آن کی۔وہ بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹا تھا' تکیے سے چہرہ ڈھانپے ہوئے۔

مدیحہ نے ٹرے سائیڈ پہ رکھی اور ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو چھوا۔وہ بری طرح جل رہا تھا۔ پہلے اس نے اے سی بند کیا۔

"یااللہ تمہیں تو بخار ہو رہا ہے۔کیا بارش میں بھیگتے رہے ہو؟اٹھو میرے بچے'کیا ہو گیا ہے؟"وہ اب اس کے سرہانے بیٹھے تھی۔

جواد نے آنکھیں کھولیں جو سرخ ہو رہی تھیں پھر مدیحہ کا ہاتھ جھٹکا۔"آپ سے کس نے کہا ہے میرے کمرے میں آنے کے لیے؟دور رہ کر بات کریں۔بلکہ جائیں یار یہاں سے۔"

مدیحہ نے حیران ہو کر اپنے ہاتھ کو پھر اس کو دیکھا۔"کیا ہوا ہے ناراض کیوں ہو؟میں میڈیسن لے آتی ہوں تمہارے لئے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے جواب نہیں دیا۔ مدیحہ کمرے سے باہر نکل آئی۔ وہ پریشان تھی' اور ہرٹ بھی۔

اسے جواد کا یہ رویہ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔ دس منٹ کے بعد وہ گلاس میں دودھ اور چند ایک میڈسن لے کے آئی تو جواد کو اسی پوزیشن میں پایا' جس میں وہ چھوڑ کے گئی تھی۔

"اٹھو۔ یہ دوائیں لائی ہوں۔ کھانا تو کھایا ہوگا نا تم نے۔" اس نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"آپ کو ایک بار کی بات سمجھ نہیں آتی مدیحہ؟ یہ میرے بھی باپ کا گھر ہے۔ اور مجھے اس گھر میں تھوڑی پرائیویسی مل سکتی ہے۔ چاہے جیسے رہنے کا حق رکھتا ہوں۔ مجھے اس وقت کسی سے نہیں ملنا اس لیے آپ جائیں ورنہ۔۔۔" وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا' پھر شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

www.novelsclubb.com

مدیحہ جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کبھی جواد کی اٹھی انگلی کو دیکھتی تو کبھی اس کے کہے لفظ پہ غور کرتی۔ اسی انگلی کو پکڑ کر تو اس نے اسے چلنا سکھایا تھا۔

اس کا بچہ کیسے اس پہ انگلی اٹھا سکتا تھا؟ یہ کوئی اور تھا جو اس پر انگلی اٹھائے کھڑا تھا۔

"ورنہ کیا؟ کیا بکواس کئے جا رہے ہو تم۔ دو تھپڑ ماروں گی دماغ درست ہو جائے گا۔ کیا بلاوجہ کی باتیں اور ضد کر رہے ہو؟" اپنے زور سے دھڑکتے دل کو اس نے قابو کیا۔

جواد چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کے میڈ سن منہ میں ڈالی۔ مدیحہ خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی وہ جب سونے لگا تو مدیحہ نے اسے روکا۔ "دودھ کا گلاس فوراً خالی کرو۔ یہ میں تمہارے لئے ہی لے آئی تھی۔" وہ جو سمجھ رہی تھی کہ وہ ضد کرے گا یا کچھ کہے گا۔ اس نے خاموشی سے دودھ کا گلاس لبوں سے لگایا پھر ایک ہی سانس میں وہ گلاس خالی کر گیا۔

"کر دیا آپ کے من کی' اس لئے وہ دیکھیں"۔ اس نے بازو لمبا کر کے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔ "وہ رہا دروازہ' چلی جائیں یہاں سے۔ میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔" وہ آہستہ آواز میں بول رہا تھا مگر اس کا لہجہ اور آنکھیں وہ نہیں تھیں' جو اس کے جواد کی ہوتی تھیں۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"کیا ہو گیا ہے یار ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہے ہو؟" اب کے وہ دھیمی پڑی۔ "شام والی بات پہ ناراض ہو؟ آئی ایم سوری۔ کام کا پریشر زیادہ تھا۔ ساری بھڑاس تم پہ نکال دی۔"

www.novelsclubb.com

"کیا سنائی نہیں دے رہا ہے؟ سمجھ نہیں آرہا ہے آپ کو؟ اور پھر آپ کو کیسے سمجھ آسکتا ہے؟ سوائے اپنی ذات کے آپ کو کچھ نظر بھی آتا ہے؟ آپ کو اپنی آواز کے سوا کسی اور کی آواز سنائی دیتی ہے؟" مدیحہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ سرخ آنکھیں لیے اسے گھور رہا تھا۔ اذیت سے 'غصے سے 'نفرت سے۔ مدیحہ کو لگا وہ مزید اس کی نظروں میں نہیں دیکھ سکے گی۔ وہ بیڈ سے اٹھا اور اسے بھی بازو سے پکڑ کر اٹھایا دروازے تک لا کے اس نے مدیحہ کا بازو جھٹکا 'وہ ایک قدم پیچھے گئی۔

"جواد تم میری بات سنو مجھے بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے؟ کہیں تکلیف ہو رہی ہے؟"

"میرے قریب آنے کی کوشش بھی مت کریں مدیحہ 'ایک دفعہ کہی گئی بات سمجھ نہیں آرہی ہے آپ کو۔" اس نے پوری قوت سے کافی کا کپ زمین پہ دے مارا۔ کانچ کے ٹکڑے مدیحہ کے پاؤں میں آلگے۔ وہ جو اس کے قریب آرہی تھی مزید دو قدم پیچھے ہٹی۔ "میں کہہ رہا ہوں جائیں یہاں سے۔ آپ کو دیکھتا ہوں تو آپ کی خود غرضی یاد آجاتی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے میں اپنی جان لے لوں یا آپ کو اپنے ہی ہاتھوں سے ختم کر دوں۔"

www.novelsclubb.com

"مجھے کچھ تو۔۔۔" وہ منت زدہ آواز میں بولی۔

"بس چپ بالکل چپ۔ایک لفظ نہیں سنوں گا میں' آپ کے جھوٹ مزید نہیں سن سکتا۔" وہ چیخا۔مدیحہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔پاؤں سے مانو جیسے خون کا فوارہ نکل رہا تھا مگر وہاں پرواہ کسے تھی؟ وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ صبح تو وہ کتنا ٹھیک تھا' اب کیا ہو گیا اسے جو وہ اتنا بدزن ہو رہا تھا اس سے۔

"آپ ایک خودغرض عورت ہیں مدیحہ اتنی زیادہ خودغرض کے آپ کو اپنے باپ کی موت کا بھی کوئی افسوس نہیں ہے' کوئی دکھ نہیں ہے۔اتنی پیسوں کی حوس؟" مدیحہ نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے مگر آواز جیسے حلق میں دب گئی۔

www.novelsclubb.com

"دس سالوں سے میں پوچھتا رہا بابا کو کیا ہوا تھا' بابا کیسے ہمیں چھوڑ کے چلے گئے۔آپ نے دس سالوں سے اب تک مجھ سے جھوٹ بولا۔مجھے بے وقوف بناتیں رہیں آپ۔"

دو آنسوں ٹوٹ کے اس گالوں پہ بہہ گئے اور روتو وہ بھی رہا تھا۔مدیحہ کا دل بری طرح زخمی ہوا تھا۔

"آپ نے ساری زندگی مجھے ایک گدھا سمجھا اور میں ہر دفعہ آپ کی بات کا یقین کر لیا مدیحہ مگر اب نہیں کروں گا۔اب میں آپ کے جھانسے میں نہیں آؤں گا۔ساری دنیا مجھ سے آ کے بابا کی موت کی وجہ پوچھتی ہے اور میں الف سے ی تک وہی دہرا دیتا ہوں' جو آج تک آپ مجھ سے کہتی آئی ہیں۔آگے سے وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں مدیحہ کہ جھوٹ کیوں کہہ رہے ہو؟ قاتل کا نام کیوں نہیں بتاتے۔میں کس کا نام بتاؤں کس کا؟" وہ اس کے قریب آیا اس کے دونوں بازوؤں کو دبوچ کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔"میں کس کا نام بتاؤں مدیحہ جواب دیں۔" وہ اب بولا نہیں دھاڑا تھا۔بس ایک تھپڑ مدیحہ کو نہیں لگا یا مگر انداز ویسا ہی تھا۔

"بابا کا کوئی قاتل نہیں ہے۔ان کا قتل نہیں ہوا تھا۔تم کہاں۔۔۔"

"پھر جھوٹ' اور کتنا جھوٹ بولیں گی۔آپ کو خوف نہیں محسوس اللہ سے؟ آپ کو اس کی پکڑ سے ڈر نہیں لگتا؟ بہت درس دیتی ہیں ناخدا اور اس کے قانون کا۔اب کہاں گیا قانون؟ کہاں گئی ساری تقریریں؟" وہ نفرت سے دیکھتا' نفرت سے کہتا پیچھے ہٹ گیا۔مدیحہ کو لگا وہ اب کبھی بول نہیں سکے گی۔آنکھوں سے آنسوں ہنوز جاری تھے۔

www.novelsclubb.com

"آپ اٹھیں نکلیں میرے کمرے سے۔میں بچہ نہیں ہوں اپنے باپ کے قاتلوں کو چوک پہ لٹکا کے ماروں گا اور آپ دیکھتی رہ جائیں گی۔اتنے سالوں تک آپ نے ان کا نام اپنے سینے میں دفن کرر کھا ہے اب اور نہیں۔"اس نے آستین سے آنکھیں رگڑیں۔"میں آپ کو معاف نہیں کروں گا۔"

"آپ کو خوف آنا چاہیے اس دن سے جب بابا آپ کو اللہ کے سامنے شرمندہ کریں گے۔ جب آپ کا گریبان پکڑا جائے گا کہ تم نے مدیحہ فاروق تم نے باپ کی موت کو چند روپیوں کے عوض کیوں بیچ دیا؟"

"اپنی زبان سے صرف وہی لفظ نکالنا جن کے بولے جانے پہ تمہیں پچھتاوانہ ہو۔"

مدیحہ بے یقینی سے اسے دیکھتی پیچھے مڑ گئی۔وہ نہ جانے کیا کیا کہتا رہا'کیا سوچتا رہا۔اس نے نہیں سنا نہ اس میں کچھ سننے اور سہنے کی سکت تھی۔وہ بابا کو پکار رہا تھا۔شاید ماں کو بھی۔

بالوں کا جوڑا کھل چکا تھا۔وہ لہراتے ہوئے اس کی پشت پہ بکھر گئے۔پاؤں سے خون بھر بھر کے بہہ رہا تھا۔وہ ننگے پاؤں ارد گرد سے بے نیاز چلتی گئی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اڈوانی کی پارٹی کافی دیر تک چلی تھی۔وہ وہاں سے بہت جلد ہی نکل آیا تھا۔صبح اس کی ممبئی کی فلائٹ تھی۔چند لمحے وہ سکون سے سونا چاہتا تھا۔وقفے وقفے سے بجلی چمک رہی تھی۔پھر اچانک ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔

کوٹ کا بٹن ٹھیک طرح سے بند کرتے ہوئے وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو بری طرح ٹھٹھک کر رک گیا۔سامنے صوفے پہ وہ کیک کا بڑا سا ٹکڑا لیے کھا رہی تھی۔ممی کی کسی بات پہ وہ ہنسی پھر ہنستی چلی گئی۔کبیر نے گھر میں نظر گھمائی اسے محسوس ہوا در و دیوار بھی اس کے ساتھ ہنسے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک گہرا سانس لے کر آگے بڑھا پھر بغیر کہیں دیکھے وہ اپنے کی طرف چلا گیا۔اسے دیکھ کر ممی اور وہ چپ ہو گئی تھی۔وہ چلا گیا تو ہانیہ نے ممی کو اداس آنکھوں سے دیکھا۔

"تمہاری محبت اس کی اس کی ہر خفگی پہ بھاری ہے۔دس منٹ رک کر جانا اس کے پاس۔" وہ دھیرے سے کہہ کر چلی گئیں۔ہانیہ وہاں دیکھتی رہی جہاں سے وہ گیا تھا۔

وہ کمرے میں آیا پھر تیزی سے واشروم میں گھسا۔وہ جانتا تھا کہ وہ اس کے پیچھے ضرور آئے گی۔کبیر بالکل نہیں چاہتا تھا ہانیہ یہ لپ اسٹک اسپاٹ دیکھے۔چند منٹ کے بعد وہ فریش سا باہر نکلا۔اس نے سفید شرٹ پہن رکھی تھی۔اس آدمی کو اس رنگ کے علاوہ کوئی دوسرا رنگ کیوں نہیں پسند آتا تھا؟

وہ سگریٹ لبوں میں دبائے بالکونی میں کھڑا تھا۔بارش اس وقت اسے بہت بھلی لگ رہی تھی۔اسے اچانک ہی ساڑھی میں ملبوس وہ لڑکی یاد آئی۔جو خود کی ہی لپ اسٹک سے لگے نشان کو دیکھ کر کتنی آسانی سے اسے جج کر رہی تھی۔وہ دھیرے سے مسکرایا۔

چند لمحے مزید سرکے جب اسے اپنے بازو پہ کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔کسی نے دھیرے سے اپنا سر اس کے بازو پہ رکھا۔کبیر نہ چونکا نہ ہی پلٹا۔وہ اس لمس کو پہچانتا تھا۔

"اتنے ناراض ہو کہ میری طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں تمہیں؟"اس کی آواز گیلی تھی۔

"مجھے مزید مشکل میں مت ڈالو کبیر۔میں کسی دوراہے پہ نہیں کھڑی ہونا چاہتی۔میں جانتی ہوں تمہیں مجھ سے بہت محبت ہے۔تم میرے لیے خود کو بھی قربان کر سکتے ہو لیکن کبیر

میں نے یہ قربانی کب مانگی تم سے؟ جو تم چاہتے ہو اس کا خیال میرے دل سے اس دن ہی نکل گیا تھا جب میں نکاح نامے پہ دستخط کر رہی تھی۔ تمہاری اپنی ایک بہت بڑی زندگی ہے۔ کیوں اسے میرے پیچھے برباد کرنے پہ تلے ہو؟" وہ کچھ نہیں بولا۔

"تمہاری ایک زندگی ہے کسی سے شادی کر لو۔ نسل آگے بڑھاؤ۔ جو ہوا اسے بھول کر موو آن کیوں نہیں کر لیتے تم؟ ان سارے فضول کاموں میں مت لگو پلیز۔ سوائے پریشانی کے تمہارے اور میرے حصے میں کچھ نہیں آئے گا۔" شادی کی بات پہ اسے دو سیاہ آنکھیں یاد آئیں۔

"میں تم سے لاکھ محبت کروں۔ لاکھ تمہاری بات کو رد نہ کر سکوں لیکن میں اس سے طلاق لے کر دوبارہ شادی نہیں کر سکتی۔ دوبارہ شادی کی تو بات ہی نہیں کرتے۔ طلاق کتنی بڑی اذیت ہے تمہیں اس کا اندازہ ہے؟" کبیر اب بھی کچھ نہیں بولا۔ بس اپنے بازو اس کے گرد لپیٹ دیا۔ ہانیہ کی ہلکی سی سسکی نکلی۔ وہ عجیب انداز میں مسکرایا۔

"طلاق ہو گی ایک بڑی اذیت مگر کیا اس سے بڑی اذیت ہو سکتی ہے جو وہ تمہیں دیتا ہے؟ تم پہ ہاتھ اٹھانا، زیادتی کرنا، بے وفائی اور کیا رہ گیا ہے؟" ہانیہ نے کچھ کہنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"شش۔ کچھ مت کہو مجھے اس کے سارے افئیرز کا پتہ ہے۔ ایک سترہ اٹھارہ کی لڑکی سے شادی کا بھی۔ مرد ہمیشہ اپنی بے وفائی کو مجھے چار کی اجازت ہے کہہ کر ٹال دیتا ہے۔ پانچ سال سے میں تمہاری ایک ہاں کا منتظر ہوں۔ تم آج ہاں کہہ دو میں آج وہ کر لوں گا جو میں اتنے سالوں سے کرنا چاہتا ہوں۔"

"میرے بچے بھی ہیں میں اکیلی نہیں ہوں۔" وہ جیسے تھک گئی تھی۔ وہ چند لمحے چپ رہا پھر جیسے فیصلہ کرتے ہوئے بولا۔

"پرابلم کیا ہے صرف بچے؟ میں انہیں باپ کا نام دوں گا۔ ساری زندگی ان کا خیال رکھوں گا۔ سگی اولاد سے بڑھ کر چاہوں گا۔ لیکن ہانیہ اب تم اس آدمی کے ساتھ نہیں رہو گی۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔" ہانیہ نے سر جھٹکا۔

"میں چاہتا تو اسی وقت تمہاری شادی روک سکتا تھا۔ تم جانتی ہو، میں یہ کر سکتا تھا۔ لیکن میں نے نہیں کیا کیونکہ میں چاہتا تھا تم اپنے لیے اسٹینڈ لو۔ اپنے حق میں آواز اٹھاؤ۔ تم نے نہیں لیا اسٹینڈ۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ آج بھی میں چاہوں تو تمہیں اس دو کوڑی کے انسان سے الگ کر

www.novelsclubb.com

سکتا ہوں لیکن میں کچھ نہیں کروں گا جب تک تم اپنے لیے اسٹینڈ نہیں لیتی۔ جب فیصلہ کر لینا تب مجھ سے بات کرنا۔" وہ تلخی سے کہتا پیچھے ہٹ گیا ن ہانیہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر جانے لگی جب اس کی آواز نے اسے روکا۔

"محبت تبھی کرنا چاہیے جب اسے نبھانے کی ہمت رکھتے ہوں۔ تم موو آن کر چکی ہو گی۔ مگر تم سے محبت کرنے والے اسی راہ پہ آج بھی کھڑے ہیں۔ جہاں تم انہیں چھوڑ آئی تھی۔ تنہا۔ بے سہارا۔"

ہانیہ وہیں کھڑی رہ گئی۔ ساکت۔ جامد۔ وہ اسے وہیں چھوڑ کر باہر نکلتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ سست روی سے چلتی کالونی کی سڑک کی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ پاؤں سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں ساکت تھی۔۔ سانس ہاں اسے سانس نہیں آ رہا تھا۔ اسے یاد آیا۔ جواد کے چیخنے کی آوازیں آ رہی تھیں' وہ رو رہا تھا اسے پکار رہا تھا۔ بابا کو پکار رہا تھا' ماں شاید وہ ماں کو بھی

آوازیں دے رہا تھا۔وہ ہر چیز سے بے خبر گھر سے باہر نکلتی چلی گئی۔اس کے پاؤں میں چپل نہیں تھی۔ مگر وہاں پرواہ کسے تھی؟

(آپ ایک خود غرض عورت ہیں مدیحہ۔)

آنسوؤں کا پھندا گلے میں اٹکا'اس نے بے اختیار رک کے سانس لیا۔دوبارہ قدم آگے بڑھائے'اسے نہیں معلوم تھا وہ کہاں جا رہی ہے۔وہ بس چلی جانا چاہتی تھی۔یہاں سے دور کسی ایسی جگہ جہاں کوئی نہ جانتا ہو کہ مدیحہ کون ہے۔سڑک پہ اکا دکا لوگ تھے جو سر چھپائے تیزی سے بھاگ رہے تھے۔کچھ ایک دو دفعہ اسے عجیب نظروں سے دیکھ لیتے پھر اپنے راستے پر چلنے لگ جاتے۔

www.novelsclubb.com

خود غرض وہ خود غرض ہی تو تھی'سچ کہہ رہا تھا جواد۔اس کا جواد کبھی جھوٹ نہیں کہتا مدیحہ نے اسے جھوٹ کہنا نہیں سکھایا تھا۔وہ سچ کہہ رہا تھا وہ خود غرض تھی'اسی خود غرضی کے چلتے اس نے اپنی منگنی توڑی تھی تاکہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کر سکے'بغیر کسی زنجیر کے اور شادی۔۔شادی اسے قید کر دیتی۔

(کر تو دیا آپ کے من کی۔اس لئے وہ دیکھیں دروازہ' چلی جائیں یہاں سے۔)

بادلوں نے گرج کر اچانک ہی برسنا شروع کر دیا تھا۔ لمحوں کا کھیل تھا' وہ بری طرح بھیگ گئی تھی۔اس نے آسمان کو دیکھا' بارش زوردار تھی یوں محسوس ہوا جیسے اب یہ کئی دنوں تک نہیں رکے گی۔ آنسوں' پانی' خون سب بہہ رہا تھا۔کانچ شاید گوشت میں پیوست ہوا تھا۔ اسے تکلیف۔۔۔ہاں اسے تکلیف ہو رہی تھی چلنے میں۔

(سوائے اپنی ذات کے آپ کو کچھ اور نظر آتا ہے؟)

اس نے بے ساختہ اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔اسے بچپن کی وہ بھوک یاد آئی' وہ فاقے یاد آئے جو اس نے جواد کا پیٹ بھرنے کے لیے خود کاٹے تھے۔وہ کس طرح سے پیسے اکٹھے کر کے جواد کے لیے تازی روٹیاں لے آیا کرتی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ گرجتے بادلوں سے وہ ڈرتی تھی۔ایسی ہی ایک رات میں اس نے ماں کو کھویا تھا۔دل میں تکلیف اب ن ئے سرے سے جاگی تھی۔

(آپ ایک خود غرض عورت ہیں مدیحہ اتنی زیادہ خود غرض کے آپ کو اپنے باپ کی موت کا بھی کوئی افسوس نہیں ہے' کوئی دکھ نہیں ہے؟)

بابا کی موت کا کوئی دکھ نہیں ہے؟ اس کا دل یوں دھڑکا جیسے ابھی بند ہو جائے گا۔ باپ کی موت کیا ہوتی ہے یہ صرف مدیحہ جانتی تھی۔ جواد کو اس نے کبھی محسوس نہیں ہونے دیا تھا کہ باپ کا مرنا کیسا ہوتا ہے۔ کیسے لوگ گدھ بن کر نوچ کھانے لگتے ہیں۔ یہ صرف اسے معلوم تھا۔

اسے وہ رات یاد آئی جب اسی طرح سے جواد اس پہ چیخا تھا' اسے نفرت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا... اس کے کردار پہ انگلی اٹھائی تھی۔ مدیحہ کو محسوس ہوا جیسے آج سارا جہان' ساری کائنات اس پہ ہنس رہی ہو۔ اس کی کی گئی قربانیوں کا مزاق اڑا رہی ہوں۔ لوگ سچ ہی کہتے تھے کہ جسے اولاد بن کے پالا ہے' وہ کبھی اولاد نہیں بن سکے گا۔

اندھیرے کے باعث وہ اوندھے منہ گری۔

(آپ کو دیکھتا ہوں تو آپ کی خود غرضی یاد آجاتی ہے۔میرا دل چاہتا ہے میں اپنی جان لے لوں یا آپ کو اپنے ہی ہاتھوں سے ختم کر دوں۔)

وہ ہمت کر کے اٹھی۔کیچڑ کپڑوں اور چہرے پہ آلگا تھا۔اس نے خون آلود ہاتھ چہرے پہ پھیرا۔اس کی کلائی میں ہمہ وقت پائے جانے والی کانچ کی ایک چوڑی ٹوٹ گئی تھی۔وہ بھی اسے زخمی کر گئی۔کانچ سے اسے پاؤں کا زخم یاد آیا۔آنکھیں جھپک کر اس نے دھندلا منظر صاف کرنا چاہا۔وہ رو رہی تھی کیوں؟شاید تکلیف سے 'رنج سے 'افسوس سے۔اس کی ساری عمر کی جانے والی ان تھک محنت پہ پانی پھر گیا تھا۔

دل پہ لگے گھاؤ زیادہ گہرے تھے۔دل تو جیسے سینہ توڑ کر باہر آنا چاہ رہا تھا۔وہ تھک گئی تھی چلتے ہوئے۔اس نے سامنے دیکھا 'جامع مسجد۔کیا وہ اتنا دور نکل آئی تھی؟رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا۔سارا دہلی جیسے سو گیا تھا آج۔وہ مسجد کی سیڑھیوں پہ جا بیٹھی۔

آنکھیں کرب سے بند کیں تو آوازیں گڈمڈ ہونے لگی۔

www.novelsclubb.com

(دس سالوں سے میں پوچھتا رہا بابا کو کیا ہوا تھا' بابا کیسے ہمیں چھوڑ کے چلے گئے۔آپ نے دس سالوں سے اب تک مجھ سے جھوٹ بولا۔مجھے بے وقوف بناتیں رہیں آپ۔)

"اللہ۔"ایک سسکی فضا میں گونجی۔ہر طرف صرف بارش کا شور تھا۔کوئی ایک ذی روح بھی اسے نظر نہیں آئی تھی۔بارش تڑاتڑ برستی جا رہی تھی۔اسے تکلیف ہو رہی تھی۔بے حد تکلیف۔اس نے آنکھیں بند کیں' بابا کا چہرہ سامنے آیا۔

ہسپتال کے بیڈ پہ پڑا وجود اس کا ہاتھ تھامے ہوئے لیٹا تھا۔کوئی مان' کوئی وعدہ یا کوئی ذمہ داری کچھ تو اس کے نام کیا جا رہا تھا۔وہ رو رہی تھی بے تحاشا۔بالکل کسی معصوم بچے کی طرح۔ اسے یاد نہیں تھا کہ وہ اس طرح کب روئی تھی۔

لبوں پہ صرف ایک ہی فریاد تھی۔ایک ہی نام تھا۔اسی کا نام وہ جو ساری کائنات کا مالک ہے۔مدبر ہے۔رب ہے۔

(آپ ایک خود غرض عورت ہیں مدیحہ۔)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مدیحہ نے سانس لینا چاہا' اسے مشکل ہوئی۔ وہ سانس نہیں لے پا رہی تھی۔ یا خدا اسے سانس نہیں آ رہا تھا۔ اسے لگا وہ مر جائے گی' لیکن موت اتنی آسانی سے کہاں آتی ہے؟ مدیحہ اس دفعہ بھی نہیں مری' وہ زندہ تھی۔ وہ اس دفعہ بھی زندہ تھی' ہر پل ہر روز گھٹ گھٹ کے مرنے کے لئے۔ وہ خاموشی سے اٹھی اور دوبارہ سڑک پہ چلنے لگی۔ جب کسی گاڑی کی تیز ہیڈ لائٹ اس کے منہ پہ پڑی۔ مدیحہ کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس نے چہرے پہ ہاتھ رکھ لیا۔

کوئی گاڑی سے باہر نکلا۔ مدیحہ نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھنے کی کوشش کی۔ سامنے کھڑا انسان پل بھر کو ساکت ہوا۔۔ پھر تیزی سے اس کی جانب آیا۔

"مدیحہ تم اس وقت۔" اس سے پہلے کہ اس کی بات مکمل ہوتی۔ مدیحہ لہراتی ہوئی اس کے بازوؤں میں گر گئی۔

www.novelsclubb.com

"یار تم انسان ہو یا ایکونومی ہر وقت گرتی ہی رہتی ہو۔" اسے کوفت ہوئی۔ جواب نہ پا کر وہ حیران ہوا۔ اس نے روشنی میں اس کا چہرہ دیکھنا چاہا۔ اس پہ خون اور کٹ دیکھ کر وہ حیران ہوا۔ اس نے مدیحہ کے گال تھپتھپائے۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

اس کا دل بری طرح سے کسی برے احساس کے تحت زور سے دھڑکا۔دہلی لڑکیوں کے بالکل سیف نہیں ہے تو کیا؟اس کے آگے اس سے مزید سوچا نہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے۔

(باقی آئندہ ماہ انشاءاللہ)

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: